تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

ماہنامہ

الحقیقہ

مجلہ پاکستان

اپریل 2022ء

قارئین الحقیقہ کو
عید الفطر مبارک

اعتکاف
کا لغوی و شرعی معنی و مفہوم



رمضان المبارک کی تقریبات

فضائل رمضان المبارک

عید الفطر

سنتِ نبوی اور جدید سائنس

رفع یدین
کا تکرار منع ہے

کشف المعانی
لمکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ



حضرت علی رضی اللہ عنہ
کا اصحابِ رسول ﷺ سے تعلق



مسائل دینیہ
دورِ حاضر کے مسائل کا قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل حل

(اداریہ)

اُمتِ مسلمہ خاموش کیوں ہے؟

محبتوں اور جراتوں کا قافلہ رواں دواں

فہرست

نعت رسول مقبول

نبیوں میں بھی وہ شاہ ہدیٰ اور ہی کچھ ہے　　ہاں ، ہاں وہ کہ ہے شانِ خدا اور ہی کچھ ہے
مسجود ملائک تو ہوئے حضرت آدم　　پر عظمت لولاک لما اور ہی کچھ ہے
زیبائی یوسف بھی مسلّم ہے لیکن　　خورشید مدینہ کی ضیاء اور ہی کچھ ہے
عیسیٰ کی مسیحائی کا دم بھرتی ہے دنیا　　طیبہ کی مگر خاکِ شفا اور ہی کچھ ہے
ہے ملک سلیمان کی وسعت بھی نرالی　　پر مملکت ارض و سماء اور ہی کچھ ہے
حاتم کی سخاوت کا بھی شہرہ ہے جہاں میں　　خدام مدینہ کی سخا اور ہی کچھ ہے
یونہی تو نہیں کہتے اسے رحمت عالم　　وہ جانِ کرم روحِ عطا اور ہی کچھ ہے
فردوس میں ہے نور بھی نکہت بھی یقیناً　　سرکار کے کوچے کی فضا اور ہی کچھ اور ہے
سدرہ ہو کہ ہو عرش ادھر کی ہیں یہ باتیں　　محبوب کا ایوان دنیٰ اور ہی کچھ ہے
اک نظرِ عنایت ہے مرے درد کا درماں　　ہاں میرا مرض ، مری دوا اور ہی کچھ ہے

انکار نہیں زہد کی عظمت سے بھی آسی
پر مرشدِ کامل کی رضا اور ہی کچھ ہے

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس-۶۲

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

اھل سنت کے لئے توجه طلب امور

اس حقیقت سے فرار ممکن نہیں کہ ہم اہلِ حق اہلِ سُنّت و جماعت پاکستان کی آبادی کا کم از کم ۷۰ فیصد ہیں۔اس قدر اکثریت کے ہوتے ہوئے بھی ہم زوال پذیر ہیں تو یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔مضبوط تبلیغی وتربیتی نیٹ ورک کا فقدان اور عدم اتحاد ہمیں پیچھے دھکیل رہے ہیں جبکہ دیگر لوگ واضح اقلیتیں ہونے کے باوجود عوام الناس کو گمراہ کرنے میں مؤثر حکمتِ عملی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

پاکستان میں ۴۰ ہزار کے قریب مدارس ہیں۔جن میں زیرِ تعلیم طلباء کی تعداد کم وبیش ۳۰ لاکھ بتائی جاتی ہے۔دیوبندی مدارس (۲۰۱۸ء کے اعداد وشمار کے مطابق) کم وبیش ساڑھے ۱۹ ہزار ہیں جن میں ۲۰ لاکھ سے زائد طلبا وطالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ہر سال تقریباً ۱۰ ہزار طلبا تعلیم مکمل کرتے ہیں۔اہلِ سُنّت (حنفی بریلوی) کے تقریباً ۱۰ ہزار مدارس میں کم وبیش ۱۳ لاکھ طلبا وطالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ہر سال تقریباً ۴ ہزار علماء تیار ہوتے ہیں۔وہابی مدارس ۱۴ سو ہیں جن میں ۳۹ ہزار طلبا وطالبات، جبکہ اہل تشیع کے ۴۶۰ مدارس میں تقریباً ۱۸ ہزار طلبا وطالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ملاحظہ فرمائیں! ہر سال ۷۰ فیصد سنی آبادی سے محض ۴ ہزار علماء جبکہ ۳۰ فیصد غیر سنی آبادی سے ۱۲ ہزار علماء تیار ہوتے ہیں، کیا یہ اہلِ حق کے تساہل اور اپنی ذمہ داریوں سے انحراف کا بیّن ثبوت نہیں؟

البتہ مساجد کی صورتِ حال کسی حد تک تسلی بخش ہے۔صرف پنجاب کے اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ تقریباً ۵۰ ہزار مساجد میں سے ۲۷ ہزار سے زیادہ اہلِ سُنّت کی ہیں۔اہلِ دیوبند کی ۹ ہزار سے زائد، وہابیوں کی ساڑھے ۴ ہزار، اہلِ تشیع کی ۲۱ سو سے زائد ہیں۔

اس تمام تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اپنے عوام میں دینی تعلیم کے حصول کا شوق پیدا کرنے اور اپنے مدارس میں معیارِ تعلیم کو مثالی بنانے کی طرف دھیان دینا ہوگا۔محض خطابات کی بھرمار ہی کا نام تبلیغ نہیں، اعلیٰ معیار کے سلسلہ ہائے درس وتدریس......تحقیق و تدقین......حفظ وقرأت وتجوید کی مثالی تعلیم......دین کے تمام پہلوؤں اور جدید مسائل پر تصنیفات......ادیانِ عالم کی تفہیم......جدید ذرائع

ابلاغ تک دسترس......بچوں، نوجوانوں، عورتوں، بوڑھوں، کم اور زیادہ تعلیم یافتہ لوگوں نیز مختلف پیشوں سے وابستہ لوگوں کے حسبِ حال قلیل المدت وکثیر المدت دینی کورسز کا انعقاد.....مختلف جدید عنوانات کے تحت سیمینارز......اخبارات وجرائد کا اجراء......دروسِ قرآن و حدیث......کالجوں، یونیورسٹیوں، لائبریریوں کا قیام......ڈاکٹرز، انجینئرز، وکلا، ججز، سیاستدانوں، تاجروں، ملازم پیشہ لوگوں سے رابطے اور اپنے دینی پروگرامز میں شرکت کی دعوت......صوم وصلوٰۃ مہمات، حج وعمرہ تربیتی کورسز...... یہ تمام سرگرمیاں جہاں خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی رضا کے حصول کا موجب بنیں گی، وہاں مسلکِ حق اہلِ سُنّت کی ترقی کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوں گی۔آزمائش شرط ہے۔مشائخ وعلماءِ اہلِ سُنّت پر بھاری ذمّہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ مل کر بیٹھیں، اپنی جماعت کا درد رکھنے والے دیگر خیر خواہوں کو بھی بٹھائیں اور اصلاحِ احوال کی تدابیر سوچیں۔ہماری نظر میں بھی چند اُمور ہیں جو عوام وخواصِ اہلِ سُنّت دونوں کی توجّہ کے طالب ہیں اور درستیٔ احوال میں ممد ومعاون ہیں۔آیئے! اِن سفارشات پر نگاہ ڈالیں:

☆......ہمارے عوام کا کثیر سرمایہ مہنگی مہنگی نعتخوانیوں، اسراف سے بھرے جلسوں اور ختم وچہلم کی نذر ہوجاتا ہے۔سب سے زیادہ محافل ہمارے ہاں ہوتی ہیں، جن میں بے حساب سرمایہ خرچ ہوتا ہے۔اگر محافلِ نعت، جلسوں اور ختم وچہلم کے پروگرامز کو قدرے سادگی سے کرالیا جائے تو بچ جانے والا سرمایہ مدارس بنانے اور انہیں عمدگی سے چلانے پر صرف کیا جاسکتا ہے۔محقق علماء اور باعمل مبلغین کی ایک بڑی کھیپ تیار ہوگی اور صورتحال یکسر بدل جائے گی۔یہ چیزیں اگر ہمارے معاشرے میں رواج پاجائیں، یعنی عوامِ اہلسنت کے سرمایے کی ٹریفک کو درست سمت میں کردیا جائے تو وسائل کی کمی کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔اور ہم مزید حادثات ونقصانات سے بچ جائیں گے۔

☆......بہت سے خطیب ایسے ہیں جو مجمع میں ہل چل پیدا کرنے یا داد وتحسین سمیٹنے کے لیے جوشیلے اور جذباتی خطابات کرتے ہیں۔اس سے ان کے مطلوبہ مقاصد تو حاصل ہوجاتے ہیں لیکن ہمارے عوام علم اور اصلاح دونوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔سال ہا سال کی اس غلط روش کے سبب آج ہمارے عوام کی حالت انتہائی مخدوش ہے۔اہلِ سنت کی مجموعی ذمّہ داری ہے کہ وہ کاروباری مقررین کی بجائے مستند علماء کو اپنی محافل پہ بلائیں اور ان سے مخصوص وقت میں، مختص موضوعات پر علمی وتحقیقی گفتگو سننے سنانے کی عادت اپنائیں۔الحمدللّٰہ! اب ہمارا تھوڑا بہت شعوری ارتقا شروع ہوچکا ہے، اس لیے امید کی جاتی ہے کہ جلد اس میں خاطر خواہ بہتری آئے گی اور قوم کی جاہل واعظین اور بےعمل خطیبوں سے جان چھوٹ جائے گی۔

☆......ہماری مساجد کی صورتحال توجہ طلب ہے۔ان مساجد کی ایک بڑی تعداد میں پیش امام عالم نہیں ہیں۔کم از کم اتنا علم ضروری ہے، جس سے وہ اپنے لوگوں کی علمی اور شرعی ضروریات کو پورا کرسکیں۔ہماری اس کمی کے باعث علم وتحقیق کے متعدد طلبگار دوسرے کیمپس میں جارہے ہیں۔یا پھر وہ کم از کم تذبذب کا شکار ہیں۔

☆......کون نہیں جانتا کہ اسلام کی ترویج واشاعت میں دورِ صحابہ کے بعد سب سے نمایاں کردار اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کا ہے۔اور تاریخ گواہ ہے کہ پیری مریدی یا خانقاہی نظام نے زبردست تبلیغی کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔لوگوں کو اپنے رب تعالیٰ سے قریب

کرنے اور انوارِ سنت پھیلانے میں یہ بزرگ اِکسیر ثابت ہوئے۔لیکن ان کی عوام الناس میں مقبولیت دیکھ کر بہت سے حرص و ہوس کے پجاری جبہ ودستار سجا کر اس سسٹم میں شامل ہوگئے ہیں۔انہوں نے بہت سی خلافِ شرع رسموں کو فروغ دیا اور اسلاف کی اعلیٰ اقدار کے برخلاف انہوں نے پیسے اور شہرت کو اپنا مطمحِ نظر جانا۔چنانچہ ان کی حرکتوں نے اصل بزرگانِ دین اور پیرانِ کرام کی تصویر کو داغدار اور دھندلا کردیا ہے۔نتیجتاً لوگ اس پورے سسٹم سے ہی متنفر ہونا شروع ہوگئے ہیں۔آج کوئی مسلمان بے راہ روی کی دنیا سے نکل کر مذہبی دنیا کی طرف آنا چاہتا ہے تو اس کے سامنے دو Options ہوں گے۔ایک اہلِ سنت و جماعت حنفی بریلوی جو سوادِ اعظم ہیں، اور دوسرا دیگر مسالک کا منظّم تبلیغی و تنظیمی نیٹ ورک۔وہ دیگر کی طرف جانے کو ترجیح دے گا۔کیونکہ ہمارے ہاں پیری مریدی کے بے ہنگم اور بے فیض حلقے، ان کا چھوٹے چھوٹے اختلافات کے سبب سینکڑوں ٹکڑوں میں بٹے ہونا، بعض درباروں پر ہونے والی برائیوں، علم کی کمی، مالی مفادات، نذرانے بٹورنا، اِن میں سے کوئی بھی چیز اس کے لیے باعثِ کشش نہیں ہوگی۔معذرت کے ساتھ، یہ چیزیں لوگوں کو اہلِ سنت سے دور کررہی ہیں۔ہماری یہ کمزوریاں صرف ہماری ناکامی ہی کا سبب نہیں، دوسرے طبقات کی کامیابیوں کا بھی باعث ہے۔اگر آج ہماری جماعت کے اکابرین پیری مریدی کے اس شترِ بے مہار سسٹم کی اصلاح پر توجہ دیں تو یہ بات بھی اہلِ سنت کی نشاۃِ ثانیہ کا سبب بنے گی۔

☆......مسلکِ اہلِ سنّت میں خواتین کی تعلیم و تربیت کا میدان تقریباً خالی چھوڑ دیا گیا ہے۔جس کی وجہ سے گھروں کے ماحول میں اسلام کی جھلکیاں بہت کم ہیں۔مرد تو مذہبی ماحول کی دستیابی کے سبب پھر بھی کچھ نہ کچھ دیندار بن جاتے ہیں، مگر گھروں میں بیٹھی خواتین مذہبی ماحول کی عدم دستیابی کی وجہ سے کافی پیچھے رہ جاتی ہیں۔گویا ہماری 50% تعداد کی تعلیم و تربیت کا کوئی خاطر خواہ بندوبست نہیں۔ہمارے علماء کو اپنی اس کمی پر دھیان دے کر اس کا ازالہ کرنا چاہیے۔

☆......گمراہ جماعتیں اپنے افکار و نظریات کو فروغ دینے کے لیے شب و روز تحقیق و تدقین کے میدان میں مصروف ہیں، چنانچہ پڑھا لکھا طبقہ ان کے حلقے میں شامل ہورہا ہے، جبکہ ہم اہلِ حق ہونے کے باوجود کچھ عرصے سے اس میدان میں بھی غفلت کے مرتکب ہورہے ہیں۔یہ ایک تکلیف دہ امر ہے۔لیکن حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ ہمارے لوگ بھی اب دوبارہ اس طرف آرہے ہیں۔یہ رجحان بہار کی خبر دے رہا ہے۔

☆......ہمارے مروجہ نصاب درسِ نظامی کو نظرِ ثانی کی ضرورت ہے۔اس نصاب سے تشکیل پانے والے رویے معاشرتی تقاضوں سے لگا نہیں کھاتے۔اس نصاب میں کوئی ایک کتاب بھی ایسی نہیں ہے جسے پڑھنے کے بعد طالبعلم کو اسلامی ریاست کے متعلق کامل شناسائی میسر آسکے۔بقول اقبال:

قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا ہے　　اِسے کیا جانیں یہ بے چارے دو رکعت کے امام

ہمارے مدارس کا نصاب ایسا ہونا چاہیے جسے پڑھنے سے محض نمازوں کے امام یا نکاح خواں یا خطیب ہی تیار نہ ہوں بلکہ ملکی و عالمی سیاست کے رہنما، معیشت کو فروغ دینے والے دانشور اور منصف مزاج جج وغیرہ بھی قوم کو ملیں۔جو نصاب ہمارے ملک میں پڑھایا جاتا ہے

، یہ برصغیر پاک وہند کے سوا عالمِ اسلام کے کسی ملک میں بھی رائج نہیں۔ جب ریاست کے بنیادی شعبوں تک علماء کی رسائی نہیں ہوگی تو وہ معاشرتی مسائل کو کیسے حل کریں گے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اکابر علماء سر جوڑ کر بیٹھیں اور نصاب کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالیں۔

☆ ......اس قدر غالب اکثریت کے باوجود حکومتی سطح پر ہماری نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہمارے چند گدی نشین حضرات یا علماء چند ہی ایم این ایز یا ایم پی ایز کی سیٹیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں، وہ بھی بحیثیت سنّی نہیں بلکہ مسلم لیگ، پیپلز پارٹی یا پھر پی ٹی آئی کے جھنڈے تلے۔ پھر یہ حضرات کسی وفاقی یا صوبائی وزارت پر فائز ہونے کے باوجود بحیثیت سُنّی کچھ بھی کرنے کو تیار نہیں۔ جبکہ دوسرے لوگ پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اہلِ سنت کے اکابرین کو چاہیے کہ اپنا ایک علیحدہ سیاسی پلیٹ فارم بنائیں اور ایک قیادت کے تحت متحد ہو کر پر امن، باشعور اور طاقتور انقلاب کا راستہ اختیار کریں اور ملک میں نظامِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء لانے کے لیے جدوجہد کریں۔

☆ ......علماءِ حق اپنے عوام کی تربیت کے لیے اپنے اپنے علاقوں میں 'فی سبیلِ اللہ' پروگرام ترتیب دیں۔ بچوں، نوجوانوں، ادھیڑ عمر لوگوں یونہی خواتین کے لیے ان کی عمر اور تعلیم کے مطابق مختلف النوع شارٹ کورسز کا اہتمام کریں۔ اصل عقایدِ اسلامیہ کے تحفظ، قوّتِ عمل میں بہتری لانے اور اپنے لوگوں سے مسلسل رابطے میں رہنے کے لیے یہ ناگزیر ہو چکا ہے۔

☆ ......عوام اہلِ سُنّت کو بھی ہوش کے ناخن لینا ہوں گے۔ اپنی نسلوں کو اپنے عقاید سے وابستہ رکھنے کے لیے کچھ اہتمام کرنا ہوگا۔ خاندان میں کم از کم ایک بچہ دینی تعلیم حاصل کرے۔ بدعقیدہ لوگوں کی صحبت، لٹریچر اور محافل سے اپنی اولاد اور دیگر متعلقین کو ہر صورت بچائیں۔ اپنے علماء و مشائخ سے وابستہ رہیں۔ شرعی مسائل کی دریافت، تدریسِ قرآن، نکاح، جنازوں، نجی مذہبی پروگراموں کے لیے اپنے علاقے کے فقط صحیح العقیدہ عالمِ دین سے رجوع کریں۔ جو لوگ کسی سے بیعت نہیں، کسی پابندِ شریعت، باعمل پیر کی بیعت کریں اور پھر رابطہ رکھیں۔ محبتِ خدا اور سول جل وعلا فصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حصول کے لے ان کی صحبت اکسیر ہے۔

☆ ......تکفیری کلچر تمام مسالک میں موجود ہے۔ لیکن اہلِ حق اہلِ سُنّت کو آپس میں کفر کے فتوے لگانا زیب نہیں دیتا۔ علمی اختلافات کی بنیاد پر ایک دوسرے پر کفر کے فتوے نہیں لگنے چاہیئے۔ دلوں کو کشادہ اور ظرف کو بڑا کرنے کی ضرورت ہے۔ جو خود کو اہلِ سُنت (حنفیت و بریلویت) میں گردانتا ہے اور اصولِ دین میں سے کسی کا منکر نہیں، خدا کے لیے اسے کافر نہ بنائیں۔ پاکستان میں ہر سُنّی جماعت اور ہر نامی گرامی پیر کے حلقے میں ہزاروں لاکھوں افراد ہیں۔ اگر کسی عالمِ دین، پیر یا جماعت پر کوئی الزام تراشی کی جائے گی یا اسے کسی محفل میں خطاب کرنے سے روک کر دھکے دیئے جائیں گے اور اس طرح کے واقعات تواتر سے ہونا شروع ہو جائیں تو فرمایئے! ردِّ عمل پیدا ہونے کی صورت میں کیا صورتحال ہوگی اور اہلِ سُنّت کا رہا سہا وقار کیا خاک میں نہیں مل جائے گا؟ ہم ہاتھ باندھ کر ایسے عناصر کی منت کرتے ہیں کہ خدارا اپنی روش پر غور کریں، ذمّہ داری کا مظاہرہ کریں۔ دنیا ہمیں کچا چبا جانے کے لیے بالکل تیار ہے، بس کریں اور غفلت کی چادر اتار پھینکیے۔ کفر کی مشین گنیں چلنے کا نتیجہ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کی بجائے یَخْرُجُوْنَ مِنْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کی صورت میں نکلے گا۔

☆ ...... یوں تو سبھی مذہبی طبقات اتحاد سے کوسوں دور ہیں، لیکن اہلِ سنت میں صورتحال زیادہ خطرناک ہے۔ ایک جماعت دوسری جماعت کی دشمن ...... ایک مولوی دوسرے مولوی کا دشمن ...... ایک مدرسہ دوسرے مدرسے کا دشمن ...... ایک پیر دوسرے پیر کا دشمن ...... ایک مرید دوسرے مرید کا دشمن ...... ایک خطیب دوسرے خطیب کا دشمن ...... ایک نعت خوان دوسرے نعت خوان کا دشمن ...... غرض ان تمام دشمنیوں نے اہلِ سنت کے وقار کو خاک میں ملا دیا ہے۔ جب تک اپنے اپنے مفادات کی اس جنگ کا خاتمہ نہیں ہوتا، اور صحتمند فکر کی آبیاری نہیں کی جاتی، اہلِ سنت کا احیاء ممکن نہیں۔ انگریزوں نے ہندوستان میں جن مسالک کی بنیاد رکھی تھی، اس وقت لوگوں کی ان سے نفرت کا یہ عالم تھا کہ لوگ ان کو مسجدوں میں گھسنے نہیں دیتے تھے، ان سے میل جول رکھنا گناہ سمجھتے تھے، لیکن آج یہ خاصے طاقتور، انتہا پسند اور متشدد بن چکے ہیں۔ جبکہ اہلِ سنت اپنی باہمی رقابتوں کے سبب اس قدر کمزور ہو چکے ہیں کہ وہ وقت شروع ہو چکا ہے کہ عام مسلمانوں کو 'یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)' کا نعرہ لگانے یا میلاد کا جلوس نکالنے پر زدوکوب کیا جاتا ہے اور کہیں گولیاں برسائی جا رہی ہیں۔ مگر افسوس! اتحادِ اہلِ سُنّت کی کوئی کوشش ثمر ور نہیں ہو رہی۔

سفر ہے شرط مسافرنواز بہتیرے   ہزار ہا شجر سایہ دار راہ میں ہے

☆ ...... **اتحادِ اہلِ سُنّت کے لیے** سب سے پہلے ان شخصیات کا ایک بورڈ تشکیل پانا ضروری ہے جو ہمارے مسلک میں بااثر ہیں۔ چند مرکزی قائدین اگر یک جان ہو کر اس کام کا بیڑہ اٹھالیں تو اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نظرِ رحمت ضرور دستگیری فرمائے گی۔ اس بورڈ میں جید علماءِ کرام، نامور آستانوں کے مشائخ عظام، بڑی تنظیمات کے سربراہان، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے سُنّی پروفیسر صاحبان کے علاوہ مختلف شعبہ جات سے اہلِ سُنّت کا درد رکھنے والے احباب شامل کیے جائیں۔ یہ بورڈ اتحادِ اہلِ سُنّت کے لیے ابتدائی کام کا آغاز کرے۔

☆ ...... اس بورڈ میں شامل مؤثر شخصیات اجلاس منعقد کر کے ملک بھر کے دورے کرنے کا شیڈول ترتیب دے۔ اتحادِ اہلِ سنت کے عنوان سے کانفرنسیں کرائی جائیں۔ نمایاں مذہبی افراد سے لے کر قصبوں اور دیہاتوں کی سطح کے مولوی حضرات تک نیز اپنے عوام کو بھی مرکزیت کی پابندی، اجتماعیت کے فوائد اور اتحاد کے طریقۂ کار سے آگاہ کیا جائے۔

☆ ...... 'نقطۂ اتحاد' نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نفاذ ہو۔ یہ ساری قوم کے دل کی آواز ہے۔ اس کے علاوہ جس نقطہ پر بھی اتحاد کیا جائے گا، ناپائیدار ہوگا۔

☆ ...... اس اتحاد کا نام 'اہلِ سُنّت و جماعت' رکھا جائے۔ کیونکہ اس نام کو ہم سے تقریباً تقریباً چھین لیا گیا ہے۔ حکومتی کاغذوں میں بھی خود کو اسی نام سے رجسٹرڈ کرایا جائے۔ اور ہر ضلع میں اس کا ذیلی دفتر بنایا جائے۔ جو اپنے علاقے میں اہلِ سُنّت کے جملہ اُمور کی نگرانی کرے۔

☆ ...... مرکزی سطح پر اتحاد کے بعد 'مرکزیت' کے پودے کو تناور درخت بنانا ہے۔ اس کے لیے ایک مرکزی سیکریٹریٹ کا ہونا ناگزیر ہے۔ ایک ادارہ قائم کیا جائے جس میں ملک بھر کی سُنّی مساجد، مدارس، تنظیمات اور ہو سکے تو آستانوں کو بھی رجسٹرڈ کیا جائے۔ اقبال

کی 'محبت فاتحِ عالم' نامی شمشیر کو ہاتھ میں لے کر ہر عام و خاص سُنّی کے دل کو فتح کیا جا سکتا ہے۔ یہ محبت والے لوگ ہیں، جہاں محبتیں نظر آئیں، فدا ہو جاتے ہیں، آزمائش شرط ہے۔

☆ ......مرکزیت قائم ہونے کے بعد شورائی نظام قائم کیا جائے۔ ممتاز ترین علمی، روحانی، تنظیمی، تحریکی اور مخیّر حضرات پر مشتمل سو افراد کی مجلسِ شوریٰ قائم کی جائے۔ اور انہیں مکمل طور پر اہلِ سُنّت کی خدمات کے لیے وقف کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں جو ضروری اہتمام ہو وہ کیا جائے۔

☆ ......مجلسِ شوریٰ براہِ راست یا ایک غیر جانبدار کمیٹی بنا کر اہم ترین کام یعنی جملہ اہلِ سُنّت کا ایک امیر مقرر کرے۔ امیر زبردست عالمِ دین، باعمل روحانی شخصیت، تنظیمی و تحریکی سوچ کا مالک اور پہلے سے ایک وسیع تنظیمی نیٹ ورک کو چلانے کا تجربہ رکھتا ہو۔ امیر منتخب کرنے سے پہلے سب سے حلف لیا جائے کہ جو بھی امیر منتخب ہوگا، سب کو اطاعت کرنی ہوگی۔ ہر سُنّی ادارہ اور عوام، امیر اور مجلسِ شوریٰ کے احکامات کے پابند ہوں۔ کسی سبب نیا امیر بنانا ہو تو شوریٰ دو تہائی اکثریت کے ساتھ ایسا کرے۔

☆ ...... جملہ رجسٹرڈ تنظیمات اور ادارے اپنے مثبت کام جاری رکھیں، تاہم مرکز کے احکامات اور پالیسیز کے خلاف نہ جائیں۔ باہمی اختلافات کی صورت میں مرکز سے رابطہ کیا جائے۔

☆ ......مرکز مرکزی فنڈ (بیت المال) کا اہتمام بھی کرے۔ اس میں پاکستان اور دنیا بھر سے عطیات جمع ہوں۔ ہر سُنّی اپنی خوشی سے بقدرِ استطاعت ماہانہ فنڈ دے۔ اس سے سُنّیت اور اصل عقایدِ اسلامیہ کا تحفظ، نئی مساجد و مدارس کا قیام، عوام الناس کی مذہبی و اَخلاقی تربیت، جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال ممکن ہو سکے گا۔

☆ ......وطنِ عزیز میں کسی بھی خلافِ اسلام آئین سازی یا ناموسِ رسالت اور تحفظِ ختمِ نبوّت سے متعلقہ شقوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی صورت میں مشترکہ، مؤثر اور واضح حکمتِ عملی اپنائی جائے۔

☆ ......مرکز خدمتِ خلق کے عنوان سے بھی نمائندہ رفاہی تنظیم بنائے۔ دکھی انسانیت کی خدمت اور کسی قومی سانحے کی صورت میں امدادی کاموں میں نمایاں حصہ ہمارا ہو۔

☆ ...... ہماری 'دفاعِ وطن فورس' بھی ہو، جسے مناسب جنگی تربیت دلا کر جانثاروں کی ایک ایسی جماعت تیار کی جائے جو جنگ کی صورت میں فوج کے شانہ بہ شانہ دفاعِ وطن کے لیے لڑے۔ اس سے جہاں نوجوان نسل میں جہاد کی محبت پیدا ہوگی، وہاں ناچ گانوں یا میوزیکل کنسرٹس کلچر کی فضا خود بخود دم توڑ جائے گی۔

المختصر! اگر ہمیں اہلِ سُنّت و جماعت کا عروج اور ترقّی مقصود ہے تو اپنا اپنا حصّہ ڈالنا ہوگا۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے رکھنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ 'شکوۂ ظلمتِ شب' سے کہیں بہتر اپنے حصے کی شمع جلانا ہے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہ النّبی الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بے مثل ہیں

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی قدس سرہ الہادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عن ابی ھریرہ قال نھیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عن الوصال فی الصوم فقال لہ رجل انک تواصل رسول اللہ قال وایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی و یسقینی (متفق علیہ)

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزے میں وصال سے منع فرمایا تو حضور سے کسی شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو وصال کرتے ہیں، فرمایا، تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ میں اس طرح رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

تشریح: روزے میں وصال یہ ہے کہ افطار کئے بغیر دوسرا روزہ رکھ لیا جائے امت کے لئے یہ ممنوع ہے جیسا کہ اسی حدیث پاک سے ظاہر ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر عمل پیرا تھے، اس لئے صحابی نے اسے سنت سمجھا اور اس پر عمل بھی کرنا چاہا اور دراصل عشق کا تقاضا بھی یہی ہے کہ عاشق محبوب کے نقش قدم پر چلے اور اس اشتغال و اعمال کو اپنائے، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرماتے ہوئے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ تم میں میرے جیسا کوئی نہیں۔ خداوند کریم جل مجدہ نے مجھے بے مثل شان عطا فرمائی ہے اور اس یکتائی و یمتائی کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ امتی اور نبی کے احکام میں بھی فرق و امتیاز قائم رہے اللہ کے نبی کے لئے جو چیز جائز ہے ضروری نہیں کہ امتی کے لئے بھی جائز ہو، دیکھئے امتی ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ چار بیویاں رکھ سکتا ہے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے یہ پابندی نہیں ہمارے مرنے کے بعد ہماری بیویاں عدت گزارنے پر دوسروں سے نکاح کر سکتی ہیں، مگر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مسلمانوں کی مائیں ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بھی کسی کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔ امت پر پانچ نمازیں فرض ہیں اور والیٔ امت پر تہجد بھی فرض ہے اور تو اور ہمارا کلمہ اعلان توحید کے بعد **محمد رسول اللہ** ہے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا **انا رسول اللہ** (یعنی میں اللہ کا رسول ہوں)

حقیقت یہ ہے کہ نبوت محض عطائی و وہبی ہے، اس کا دارومدار ریاضت و مجاہدہ اور زہد و عبادت کے کمال پر نہیں۔ یعنی یوں نہیں کہ کوئی شخص ایک مدت تک چلہ کشی، مراقبہ یا تزکیہ نفس کرتا رہے اور جب کمال تک پہنچ جائے تو نبوت و رسالت کے لئے منتخب کر لیا جائے۔ بلکہ یہ محض خداوند کریم کے اپنے فضل پر منحصر ہے **اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ** (اللہ زیادہ جانتا ہے کہ اسے کس کو اپنا رسول بنانا ہے) یہ الگ بات ہے کہ جسے اس منصب پر فائز فرماتا ہے، اسے تمام محاسن اخلاق اور بہترین فکری و عملی صلاحیتوں سے مزین فرما دیتا ہے، جو دوسروں کو کمال زہد و تقویٰ کے باوجود اس حد تک میسر نہیں آسکتیں۔ اگر صرف اسی پہلو پر صدق دل سے غور کیا جائے کہ نبوت اپنی کوشش و

محنت کی بجائے محض خدا کے فضل پر منحصر ہے تو یہ بات سمجھنی مشکل نہیں کہ یہ فضل دوسروں پر نہیں ہوتا اور جن پر یہ فضل نہیں، وہ فضل والوں کے برابر کیونکہ ہو سکتے ہیں، کوئی نبی کو دوسروں کی مثل کہنے کی جرات نہ کرے۔

نبی کو اپنی مثل سمجھنا کفار کا طرز فکر ہے (چنانچہ قرآن حکیم کی بہت سی آیات گواہ ہیں کہ انکار کرنے والوں نے انہیں اپنی مثل سمجھ کر انکار کیا) مگر ایمان والوں نے کبھی انبیاء کو اپنے جیسا نہ سمجھا۔ دوسرے لفظوں میں کافر جب تک انبیاء کو اپنے جیسا سمجھتے رہے ایمان سے محروم رہے اور جب ایمان لے آئے تو پھر ان کا طرز فکر یہ تھا کہ جو نبی ہیں، وہ دوسرے نہیں ہو سکتے، اور جس مقام پر یہ فائز ہیں وہ دوسروں کو نہیں مل سکتا۔ سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"محجوبان کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم را بشر گفتند و در رنگ سائر بشر تصور نمودند ناچار منکر آمدند و صاحبدولتاں کہ اورا علیہ الصلوۃ والسلام بعنوان رسالت رحمت عالمیاں دانستند واز سائر ناس ممتاز دیدند بدولت ایمان مشرف گشتند داز اہل نجات آمدند۔ (دفتر سوم حصہ ہشتم مکتوب ۶۴)

ترجمہ: جن عقل کے اندھوں نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح تصور کیا، ناچار منکر ہو گئے اور جن خوش نصیبوں نے ان کو رسالت کے عنوان سے اہل عالم کے لئے رحمت سمجھا اور تمام لوگوں سے ممتاز دیکھا۔ ایمان کی دولت سے مشرف ہو گئے اور نجات پا گئے۔

مختصر یہ کہ کفر کا سب سے بڑا سبب نبی کو دوسروں جیسا سمجھنا ہے اور جب تک کوئی اس غلط فہمی یا غلط عقیدے سے باز نہ آئے ایمان نہیں پا سکتا۔ مولانا روم علیہ الرحمہ کے نزدیک محبوبان خدا کو نہ پہچاننا ہی کوفروں کے کفر کا باعث رہا ہے۔

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد　　کم کسے زابدال حق آگاہ شد
گفت دانیک مابشر ایشاں بشر　　ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ایں نہ دانستند ایشاں از عمیٰ　　ہست فرقے درمیاں بے انتہا

ترجمہ: گمراہ ہونے والے اسی سبب سے گمراہ ہوئے کہ اللہ والوں پہچان نہ سکے انہوں نے کہا (تو یہ کہا کہ) ہم بھی بشر ہیں اور یہ بھی بشر اور ہم سب بشریت کی وجہ سے کھانے (پینے) اور سونے (جاگنے) میں ایک جیسے ہیں۔ افسوس اپنے اندھے پن کی وجہ سے وہ یہ نہ سمجھے کہ ہمارے اور ان کے درمیان بے حد فرق ہے۔

غرض مومن کبھی اپنے نبی کو اپنے جیسا نہیں سمجھتا اور یہ تصور خود لفظ "نبی" کے اندر بھی موجود ہے جس کا ایک معنی ہے "بلند مرتبے والا" گویا اسے عظمت شان والا مانا تو مومن ہوا اور یوں مانے تو مومن ہے ورنہ نہیں۔ کافر نبی کی عظمت پر ایمان لایا تو مومن ہو گیا اور مومن کہلانے والا اگر اس عظمت کا انکار کر دے تو کیوں کافر نہیں۔ اگر کوئی نبی کا کلمہ بھی پڑھے اور اس کی مخصوص عظمت کا انکار بھی کرے تو اس طرز فکر کا نام ہی منافقت ہے۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ مدینے کے منافق توحید و رسالت کا اقرار کر کے بھی "ایمان" سے بے بہرہ رہے، قرآن فرماتا ہے:

اذا جاء ک المنافقون قالوا نشهد انک لرسول الله والله یعلم انک لرسوله والله یشهد ان المنافقین لکذبونo

ترجمہ: (یارسول اللہ!) جب تمہارے پاس منافق آتے ہیں، کہتے ہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق جھوٹے ہیں۔

عقیدۂ رسالت کی گواہی دینے کے باوجود وہ جھوٹے کیوں، آخر اسی لئے نا کہ ان کا طرزِ فکر اہل ایمان سے نہیں ملتا اور بات صرف زبانی گواہی سے نہیں، دل کی تصدیق سے بنتی ہے اور جو نبوت و رسالت کی دل سے تصدیق کرتے ہیں، کبھی نبی و رسول کو اپنے جیسا تصور نہیں کر سکتے۔

اسی حدیث پر غور فرمایئے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایکم مثلی (تم میں کون ہے میرے جیسا) کسی صحابی نے یہ نہیں کہا۔ حضور آپ بھی تو بشر ہیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لختِ جگر ہیں، سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نورِ نظر ہیں، ہماری طرح کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے ہیں ہاں یہ باتیں صحابہ کرام میں سے کسی نے نہیں کہیں۔ کیونکہ ان میں ''ایمان'' تھا، وہ کہتے تھے تو اینا مثلہ (ہم میں کون ہے ان جیسا) یا بات بات پہ کہتے فداہ ابی و امی (ان پر میرے ماں باپ قربان) میں نے عرض کیا ہے۔

چشمِ صدیق میں کوئی نہیں ان کا ثانی وہ تو بوجہل تھا جس نے انہیں خود سا دیکھا!

اس میں کیا شک ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ چیزیں تناول بھی فرمائیں اور کچھ چیزیں نوش بھی فرمائیں مگر یہ سب کچھ سنت قائم کرنے کے لئے، نمونہ دینے کے لئے تاکہ امت کو کھانے پینے کا سلیقہ آجائے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوسروں کی طرح کھانے پینے کے محتاج نہیں تھے (جب جناب عیسیٰ علیہ السلام قریباً دو ہزار سال سے آسمانوں پر بغیر دنیا کا کھائے پئے گزارا کر سکتے ہیں تو حضور علیہ السلام کی شان تو ان سے بدرجہا زیادہ ہے) ایک کھانا پینا ہی کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی پہلو سے بھی دنیا کے محتاج نہیں، امام بوصیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فکیف تدعو الی الدنیا ضرورۃ من لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم

اس عظیم شخصیت کو کوئی ضرورت دنیا کی طرف کیونکر بلا سکتی ہے کہ جو خود دنیا کے موجود ہونے کا سبب ہے۔

یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر کچھ کھاتے پیتے ہیں تو اللہ کے ہاں اور رات گزارتے ہیں تو اللہ کے ہاں یقیناً وہ بے مثل و بے مثال ہے اس کی دعوت بے مثل و بے مثال ہے۔ اس کا دربار جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رات گزارتے ہیں، بے مثل و بے مثال ہے۔ تو یہ رات گزارنے والا محبوب بے مثل و بے مثال کیوں نہیں۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

ظاہر ہے کھانے پینے کا تعلق بشریت سے ہے اور جس نے بشریت اللہ نور السمٰوت والارض کے حضور خاص میں نور کی غذا کھائے، اس کی نورانیت کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ ہم تو مولانا روم علیہ الرحمہ کے الفاظ میں یہی التجا کر سکتے ہیں

اے ہزاراں جبریل اندر بشر بہر حق سوئے غریباں یک نظر

اے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ ہیں کہ آپ کی بشریت میں ہزاروں جبریل علیہ السلام گم ہیں۔

سفر معراج شریف

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی قدس سرہ الہادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طلب مطلوب ہوئی، طالب مطلوب گئے ——— پاس محبوب کے، محبوب کے محبوب گئے!

ماہ رجب المرجب قدیم زمانے سے مقدس ومحترم سمجھا جاتا تھا، مگر اس کی ستائیسویں رات کو جب حبیب کبریا، سلطان دوسرا، امام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معراج شریف سے مشرف ہوئے تو اس کی عظمتوں کو اور بھی چار چاند لگ گئے۔

پس منظر: معراج شریف کا واقعہ 11 نبوی میں رونما ہوا۔ اس دور میں اہل مکہ کی طرف سے اسلام کی مخالفت انتہا کو پہنچ چکی تھی ابوجہل اور ابولہب وغیرہ تو پہلے دن سے ہی دعوت اسلام کو روکنے کے درپے تھے اور انہوں نے اس چراغ کو گل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی مگر اب ان کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں میں بہت اضافہ ہو چکا تھا۔ انہوں نے کچھ عرصہ پہلے بنی ہاشم کے ساتھ مقاطعہ (سوشل بائیکاٹ) بھی کیا جو پورے تین سال جاری رہا۔ اہل مکہ نے ایسی ناقدری کی تو حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے طائف کا رخ کیا۔ شاید وہیں کوئی سعید روح مل جائے، وہاں بھی ایک غلام کے سوا کسی نے آوازۂ حق پر لبیک نہ کہی، واپس مکہ تشریف لائے تو مخالفین اور بھی سخت پائے، آپ کے چچا جناب ابوطالب کو بھی الٹی میٹم مل گیا کہ بھتیجے کا ساتھ چھوڑ دو یا خطرناک نتائج کے لئے تیار ہو جاؤ، چچا بھی گھبرا گئے تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی چشم مبارک میں آنسو آ گئے، فرمایا چچا! یہ قریش اگر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں تو بھی اپنے رب کے فرمان کی تعمیل سے باز نہ آؤں گا، چچا نے یہ استقامت دیکھی تو دوبارہ عہد وفا باندھا، ایک دینوی سہارا یہ تھا تو دوسرا اہلیہ محترمہ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا، دونوں 10 نبوی میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون اب ظاہر مشکلات میں جو اضافہ ہوا اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

یہی وہ صورت حال تھی جس میں محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عظمت معراج عطا ہوئی، یعنی دنیا نے اس عظیم و بے مثل شخصیت کی جس کے لئے دنیا بنائی گئی تھی، قدر نہ پہچانی تو ان کے رب نے انہیں اپنے پاس بلایا، کیونکہ وہی اپنے محبوب کو شان عطا فرمانے والا ہے اور وہی اس شان کو سب سے زیادہ جانتا ہے، دنیا نے بظاہر رخ پھیر لیا، مگر جس کی طرف رخ تھا اس نے دنیا سے بہت بلند بلکہ بہت ہی بلند جہاں کسی کا وہم تک نہیں پہنچ سکتا تھا بلایا اور بے پردہ دیدار بخشا، اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں اسی بنا پر عرض کیا ہے۔

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں ——— خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

نیز پاس بلا کر دلجوئی کرنا اور اس کشمکش کا انجام دکھانا بھی مقصود تھا کہ

مٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعدا تیرے ۔۔۔۔۔۔ نہ مٹا ہے ، نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا !

عظمتوں کا حصول: قدرت نے عظمتوں کے حصول کا یہی قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جو راہ حق میں جتنا صابر ہوگا، اتنا عظیم ہوگا، انسانوں میں سب سے زیادہ مرتبہ انبیائے کرام علیہم السلام کو ملا ہے، اس لئے مصائب و آلام سے بھی زیادہ دوچار وہی ہوئے ہیں، حدیث پاک میں ہے

اشهد الناس بلاء الانبياء ثم الامرب فلاقرب

ترجمہ: انسانوں میں سب سے سخت بلائیں ابنیائے کرام علیہم السلام پر آئیں، پھران پر جو ان سے زیادہ قریب تھے پھران پر جو (ان دوسروں سے) زیادہ قریب تھے۔

سب سے بڑی معراج: انبیائے کرام علیہم السلام میں سب سے زیادہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ستایا گیا اور سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہی صبر و استقلال کا مظاہرہ فرمایا، لہذا دوسرے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو بھی اپنے اپنے درجے اور شان کے مطابق معراج ہوئی مگر سب سے بڑی معراج سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی مشرف ہوئے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو معراج تو فرش ہی کے کسی مقام پر ہوئی مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالائے عرش بلکہ عرض سے بھی ستر ہزار حجابات آگے بلکہ بہت آگے، جہاں نہ سمت ہے نہ وقت، یوں سمجھئے، مکان و زمان کی تمام حدیں، موت و حیات کی ساری تفاوتیں اور نبوت و رسالت کی مقدس عظمتیں نیچے رہیں اور رب کے محبوب اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے بلکہ بہت ہی آگے نکل گئے، اس قرب کا اندازہ کون کرسکتا ہے قرآن حکیم نے اسے **قـــاب قـوسين او ادنىٰ** (یعنی کمان کے دوسرے بلکہ ان سے بھی قریب) سے تعبیر فرمایا۔ پھر یہ تمام سفر لیلاً یعنی رات کے تھوڑے سے حصے میں ہوا واپس تشریف لائے تو بستر گرم تھا اور زنجیر بھی ہل رہی تھی اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلئے تھے

ان معراجوں میں ایک اور فرق: انبیائے کرام اور حضور اکرم علیہم السلام کی معراج میں ایک اور نمایاں فرق یہ بھی ہے کہ وہ حضرات اپنی مرضی اور جذبے سے اپنی منزل معراج کی طرف گئے مگر حضور سید المرسلین علیہم السلام کو فرشتوں کی جماعت بھیج کر دعوت دی گئی اور وہ بھی ان الفاظ کے ساتھ

يا محمد ان ربک مشتاق الىٰ لقائک

اے ذات ستودہ صفات، بیشک تیرا رب تیری ملاقات کا مشتاق ہے۔

دیدار خداوندی: یہاں سے دیدار خداوندی کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے، یعنی یہ ناممکن ہے کہ پہلے بلا لیا جائے اور جب مہمان آجائے تو ملنے سے انکار کر دیا جائے، یہ بلائے جانے کی کیفیت قرآن حکیم کے لفظ اسری سے بھی ظاہر ہے جس کا معنی ہے سیر کرائی، یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود نہیں گئے، بلکہ خالق کائنات چاہتا تھا، اپنے محبوب کو بلا کر تمام حجابات اٹھا دیئے جائیں اور جنت و دوزخ ہی نہیں، عرش و کرسی

بلکہ بےشمار آیات ربه الکبریٰ (محبوب کے رب کی بڑی بڑی نشانیاں) بلکہ خود اپنی ذات دکھادی جائے۔

آیت معراج کے آخر میں انه هو السمیع البصیر (بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے) کے مفہوم میں بھی مفسرین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار خداوندی کو شامل سمجھا ہے۔

سورۃ النجم میں ہے:

ولقد راٰہ نزلة اخریٰ○ اورانہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا۔

پھر قاب قوسین او ادنیٰ سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔

تفاسیر میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ صفاتی تجلی جو سوئی کے ناکے کے کروڑویں حصے میں سے تھی برداشت نہ کر سکے اور یہاں خود ذات باری کا مشاہدہ ہو رہا ہے اور وہ بھی اس انداز سے کہ

ما زاغ البصر وما طغیٰ ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔

لطافت جسم پاک: آپ جانتے ہیں سوتے وقت ہمارا جسم تو اپنی خواب گاہ میں ہی رہتا ہے مگر روح اپنی لطافت کی وجہ سے دنیا بھر کی سیر کر آتی ہے آسمانوں کی سیر بھی بغیر لطافت کے ناممکن ہے انبیائے کرام علیہم السلام کا مختلف آسمانوں پر ملنا بھی روحانی طور پر تھا۔فرشتے آسمانوں پر رہتے ہیں تو اپنی روحانیت ونورانیت کی بناء پر ہی ہمارے آقا و مولانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر عرش معلٰی بلکہ اس سے بھی آگے بلکہ خاص بارگاہ رب العزت جل جلالہ میں حاضر ہوئے تو اپنے جسم پاک کے ساتھ،نتیجہ یہ نکلا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح اور قدسیان عرش کے انوار میں بھی وہ لطافت نہیں جو سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جس پاک میں ہے،اعلیحضرت کے جسم پاک خود تجلی کی جان ہے عرض کرتے ہیں۔

اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں اے جان جاں میں جان تجلا کہوں تجھے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم پاک کا سایہ نہیں تھا اس کی وجہ تھی،حضرت سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے نزدیک یہی ہے آپ فرماتے ہیں چونکہ سایہ اپنے اصل سے ہمیشہ لطیف ہوتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ لطیف چیز دنیا میں ناممکن ہے لہذا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سایہ بھی ناممکن ہے۔قابل غور بات یہ ہے کہ جسم کا تعلق بشریت کے ساتھ ہے جب حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت یا جسم انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ارواح اور فرشتگان عرش کے انوار سے زیادہ لطیف ہے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی اصل حقیقت اور روح کس قدر لطیف ہوگئی،حضرت مولائے روم رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرتے ہیں۔

اے ہزاراں جبرائیل اندر بشر بہر حق سوئے غریباں یک نظر

یعنی اے وہ ذات پاک جس کی بشریت میں ہزار ہا جبریل (علیہ السلام) گم ہیں خدا کے لئے ہم غریبوں کی طرف بھی ایک نظر ہو جائے۔

معراج شریف اورھم مسلمان

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی قدس سرہ الہادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام الانبیاء، سید المرسلین، خواجہء لولاک لما حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کے رب قدیر و کریم جل مجدہ نے آپ کو بے شمار عظمتیں اور رفعتیں عطا فرمائی ہیں۔ شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لَہٗ ھَمَمٌ لَا مُنْتَھٰی لِکِبَارِھَا

وَھِمَّتُہٗ الصُّغْرٰی اَجَلُّ مِنَ الدَّھْرِ

ترجمہ: حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بڑی شانیں بھی ان گنت ہیں۔ جو بظاہر ان میں سب سے چھوٹی شان ہے، وہ بھی زمانے بھر سے بڑھ کر ہے۔

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بڑی شانوں کا مظہر آپ کا واقعہ معراج بھی ہے۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج بھی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی معراجوں کی سردار ہے۔ بڑے بڑے رسولوں کی معراج کسی مقدس پہاڑ یا مقام یا زیادہ سے زیادہ چرخ چہارم تک رہی مگر نبی اعظم، رسول اُکرم، جان آدم، باعث تکوین عالم صلی اللہ علیہ وسلم زمین سے آسمان، آسمان سے عرش معلیٰ، عرش سے آگے نوے ہزار نوری پردے، ان سے کہیں آگے قصر دَنیٰ، آپ ان مقامات سے گزر گئے اور خاص حریم بارگاہ میں پہنچ کر اُس قرب تمام پر فائز ہوئے جس کا کوئی نام ہی نہیں۔ قرآن پاک نے اُسے قَابَ قَوْسَیْنِ (یعنی دو کمانوں کی مقدار) سے تعبیر کیا مگر پھر آگے فرمایا۔ اَوْ اَدْنیٰ (یعنی بلکہ اور بھی قریب) گویا اس قرب کی کوئی حد ہی نہیں۔ اور پھر اللہ جل شانہ جس نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا لَنْ تَرَانِی (تو مجھے نہیں دیکھ سکتا) اصرار پر آسمان سی صفات کی تجلی دکھائی تو مدہوش اور یہاں صفات کا نہیں ذات کا دیدار اور وہ بھی چشم سر سے پھر بھی کوئی مدہوشی نہیں

حضرت جمالی قدس سرہ نے کیا خوب عرض کیا ہے۔

موسیٰ زہوش رخت بیک پر تو صفات

تو عین ذات بنگری و در تبسمی

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے صفاتی انوار و تجلیات کی ایک جھلک دیکھی اور بے ہوش ہو گئے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی یہ شان ہے کہ عین ذات خداوندی کو دیکھ رہے ہیں، اور (بے ہوش ہونا تو کجا) تبسم فرما رہے ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے تاکہ دوسرے حضرات اپنی مرضی اور اپنے جذبہ محبت سے بیقرار "تلاشِ یار" میں نکلتے تھے اور اپنی اپنی معراج سے سرفراز ہوتے تھے۔ یہاں روح اقدس سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے دعوت دی جاتی ہے۔ لہٰذا بلائے ہوئے سے پردہ کیوں؟

طور اور معراج کے قصے سے ہوتا ہے عیاں

اپنا جانا اور ہے، ان کا بلانا اور ہے

اس سارے سفر میں کتنا وقت لگا، قرآن پاک نے لیلاً فرما کر وضاحت کردی کہ صدی نہیں، سال نہیں، مہینہ نہیں، دن رات نہیں (یعنی چوبیس گھنٹے نہیں) رات اور وہ بھی پوری نہیں، اس کا ایک تھوڑا سا حصہ تھا جس میں یہ سارا سفر طے ہوا۔ اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے

ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلئے تھے

غرض ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے فضل سے قلیل ترین وقت میں سفر کیا۔ یہ محض سفر نہیں کہ راستے میں کوئی مشاہدہ نہ کیا ہو، کسی سے بات چیت نہ کی، گئے اور اللہ کا دیدار کر کے لوٹ آئے، نہیں ایسا نہیں، بیت المقدس میں انتظار و استقبال کرنے والے تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی امامت کی اور پھر ایک طویل سیمینار ہوا جس میں مختلف انبیاء علیہم السلام نے خطبے دیئے اور آخر میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا صدارتی خطاب ہوا۔ پھر آسمانوں پر دھوم دھام سے استقبالیہ تقریبات، پھر بیت المعمور میں فرشتوں کی امامت، دوزخ و جنت کا تفصیلی معائنہ، پھر عرش معلیٰ اور آگے کے واقعات، غرض ان تمام تفصیلات کے ساتھ اس سفرِ مبارک کا اختتام، عقل شکستہ پا اور وہم خراب خستہ کیا جانے، اور کیا سمجھے۔ وحدہ نے عبدہ کو سیر کرائی وحدہ قادرِ مطلق ہے اور عبدہٗ عبد کامل صلی اللہ علیہ وسلم سفرِ معراج پر غور کرنے کے کئی پہلو ہیں مگر یہاں ایک دو باتوں پر ہی اکتفا کروں گا۔

پہلی بات یہ ہے کہ جس نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی یکتا معراج ہوئی، اس کی امت کو بھی اُس کا حسب حال معراج ہونی چاہئے تھی۔ مگر امت کی موجودہ حالت کو دیکھیں تو دکھ ہوتا ہے۔ ختم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے امت خاتم الامم (یعنی آخری امت) ہے تو امام الانبیاء علیہم السلام کی نسبت سے اسے اقوام عالم کی امامت کرنی چاہئے اور صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ساری قوموں سے زیادہ عروج ملنا چاہئے مگر افسوس امت خود شناس نہیں رہی، اُسے اپنا مقام و منصب یاد نہیں رہا وہ امت جس کے پاس آسمانی اور ارفع ضابطہء حیات ہے، دوسری قوموں کے ناقص اور زمینی ضابطہ ہائے حیات پر فریفتہ ہو رہی ہے۔ جس کے سایہ دامن میں سارے جہاں کو امن ملنا تھا۔ اب دوسروں کے سایہ دیوار میں گہری نیند سو رہی ہے بلکہ اسے سونے بھی نہیں دیا جاتا۔

افسوس! ہم معراج کا واقعہ بیان کرتے ہیں ایمان کا تقاضا ہے۔ بیان کرنا ہی چاہئے، مگر کاش کبھی اپنے آپ پر غور کریں، کس منہ سے صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نسبت غلامی کا تذکرہ کریں۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم زمان و مکان کی حدود سے بہت آگے نکل گئے اور ہم ہیں خاکدان عالم کی خاک چھان رہے ہیں۔

کاش ہم میں بھی اپنے نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اطاعت کا سچا جذبہ ہوتا، ہمیں بھی پرواز کا شوق ہوتا اور جسمانی نہ سہی، روحانی و فکری پرواز ہی نصیب ہو جاتی۔ مگر افسوس! ہم پرواز کے بغیر ہے تھک گئے ہیں۔ ہوش سے کان دھریں تو یوں لگتا ہے جیسے واقع

معراج آواز دے رہا ہے۔

تو اے اسیر مکاں لا مکاں سے دور نہیں
وہ جلوہ گاہ تیرے خاکداں سے دور نہیں

ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں مکانی و زمانی نسبتوں سے آزاد کر دیا تھا اور ملت ابراہیم بنا کر چھوٹی چھوٹی ملتوں میں تقسیم ہونے سے روکا تھا۔ مگر ہم نے اس سنہری سبق کو بھی فراموش کر دیا اور عربی و عجمی، افغانی و ایرانی میں گھر کر لامحدود ہونے کے باوجود محدود ہو گئے۔ کتنی شرمناک بات ہے کہ افغانستان پر حملہ ہوا تو باقی عالم اسلام جو مختلف جغرافیائی سرحدوں میں محصور ہے، محسوس تک نہیں کرتا، اب فراعین زمانہ عراق کو تباہ کرنے کے در پے ہیں تو ملت اسلامیہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، سعودی عرب بھی چند روز شور مچانے کے بعد اب خاموش ہی نہیں بلکہ دشمن کو اپنی سرزمین استعمال کرنے کا عندیہ بھی دے رہا ہے، اسی طرح ایران اور پاکستان بھی دشمن کی ہٹ لسٹ پر ہیں۔ گویا ملت اسلامیہ کے جو ٹکڑے ہم نے خود کئے ہیں ایک ایک کر کے تباہی کی زد میں آرہے ہیں۔ مگر کسی کو احساس نہیں کتنا اہم موقع تھا ملت اسلامیہ کے یک جان و یک دل ہونے کا اور ہم خود دشمنوں کے لئے آسانیاں مہیا کر رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے توحید کا پیغام دے کر پتھر کے بت ہی نہیں توڑے بلکہ رنگ ونسل و وطن اور زمان کے بتوں پر کاری ضربیں لگائیں۔ اور اپنی امت کو بلکہ پوری انسانیت کو حق اختیار کر کے ہر باطل سے جدا رہنے کی تلقین فرمائی۔ آپ سطح ارضی سے ضل و ستم ختم کرنا چاہتے تھے اور یہ اسی صورت حال میں ممکن ہے جب انسان کو ایک رب کے حضور جھکا کر، ایک اَب (یعنی باپ) کی اولاد ہونے کا سچا سبق سکھایا جائے۔ اگر انسان اپنے خالق کو ہی مقصود ٹھہرا لے تو وہ چھوٹی چھوٹی نسبتوں میں نہیں الجھتا بلکہ ایسا طائر لاہوتی بن جاتا ہے کہ زمان و مکاں کی سرحدیں اس کی نظر میں ہیچ ہو جاتی ہیں۔

خودی کا سر نہاں لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ
خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ

جب امت کو یہ سبق دیا تھا اُس وقت دنیا پر چھائی ہوئی تھی، کوئی اس کے سامنے سر نہ اٹھاتا تھا۔ جہاں کہیں کوئی مظلوم پکارتا تھا، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فوراً پہنچ جاتے تھے۔ ان کے خلوص و بے نفسی، رعب و جلال، انسانی ہمدردی، اسرا کائنات کی گرہ کشائی کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس وقت طارق بن زیاد رضی اللہ عنہ کی زبان میں اُن کا یہ نعرہ شرق وغرب میں گونج رہا تھا کہ

ہر ملک ملک ماست کہ ملکِ خدائے ماست

آج ملت اسلامیہ کا اپنا بدن کشمیر میں لہولہان ہے، فلسطین میں زخم زخم ہے، چیچنیا میں مبتلائے ستم ہے مگر الگ الگ بٹنے والے پھر بھی

اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ کچھ پٹنے والے، کچھ تماشا دیکھنے والے بلکہ عملاً اپنی باری کا انتظار کرنے والے، کاش امت اپنے معراج والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج سے کوئی سبق لیتی۔

معراج شریف کے سلسلے میں دوسری بات جس طرف میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ معراج شریف کن حالات میں ہوئی اور اس کا ظاہری پس منظر کیا تھا۔ سواس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو تقریباً گیارہ سال ہو چکے تھے۔ ان گیارہ سالوں میں اللہ کے حبیب کریم علیہ الصلوۃ السلام نے قریش مکہ کو سمجھانے اور راہِ راست پر لانے کیلئے ہر ممکن تدبیر فرمائی مگر صرف چند لوگ ہی حلقہ بگوش ہونے کے سوا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ کفارِ مکہ کی اسلام دشمنی، ظلم وستم اور ہٹ دھرمی میں اضافہ ہوا بلکہ جو خوش نصیب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آتا تھا، مصیبتوں اور اذیتوں کے طوفانوں کو گویا دعوت دیتا تھا۔ ان گیارہ سالوں میں سنہ ۷ ء نبوی سے سنہ ۱۰ ء کا زمانہ سارے بنو ہاشم کو (سوائے ابولہب) شعب ابی طالب میں محصور رہنا پڑا۔ ۱۰ ء نبوی میں باہر آئے آپ کے مہربان چچا جناب ابوطالب بھی ماہ رمضان میں انتقال کر گئے۔ اس کے تین دن بعد آپ کی غمگسار زوجہ محترمہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہو گیا۔ بظاہر دو عظیم سہارے تھے، ان کے رخصت ہونے کے بعد ظالموں کے ناپاک حوصلے اور بھی بڑھ گئے۔ اپنے آبائی شہر میں جسے حرم ابراہیمی کہا جاتا ہے اور جہاں سب کو گویا امان ہے، یہاں ایسا سلوک معاذ اللہ! حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا رُخ کیا مگر ان کا سلوک اور بھی زیادہ افسوس ناک اور تکلیف دہ تھا۔ اس سے زیادہ سخت اس سے پہلے کوئی دن تھا نہ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس مکہ معظمہ میں تشریف لے گئے مگر اُن کی بدتمیزیاں پہلے سے بھی کئی گنا تھیں۔ یہ حالات تھے جب معراج شریف کا واقعہ پیش آیا۔ یوں لگتا ہے جیسے اس سفرِ معراج کا اس پس منظر میں اصل مقصود وہ تھا جسے اپنے اندر میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ القوی نے پیش کیا ہے۔

خسروا عرش پر اڑتا ہے پھریرا تیرا

دنیا والوں نے اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر نہ پہچانی، انہوں نے اپنے بلکہ کائنات کے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے احسانات بدلہ یہ دیا کہ جس حد تک پریشان کر سکتے تھے، کیا۔ تو جس کے نام پر حضور پرُنور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اذیتیں برداشت کی تھیں، اب وہ اپنے محبوب اکرم واعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے اور حوصلہ افزائی کیلئے طرح طرح کی عنایات ونوازشات کی بارش کر کے یہ بتا رہا ہے کہ دشمن اگر کج فہمی کی بنا پر تیری شان وعظمت نہیں سمجھ سکتے تو نہ سہی ہم نے ارض وسما اور مکان ولا مکان کی ساری مملکت کا تمہیں دُولھا بنا ہی دیا ہے۔

ہمارے لئے اس میں یہ سبق ہے کہ ہم بھی اسلام کا پرچم فضا میں لہرائیں اور کے تحت ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جائیں تو عزتیں اور عظمتیں ہمارے قدم چومیں گی اور کوئی ہم پر غالب نہیں آ سکے گا۔ آخر فتح حق ہی کی ہوگی اور ازل سے یہی دستور ہے۔

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی قدس سرہ الہادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہ رجب کی ۱۵ یا ۲۲ تاریخ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یوم وصال ہے، آپ شہسوار کربلا، نور عین محبوب خدا، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے، حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لخت جگر ہیں، آپ کی والدہ ماجدہ ام فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شجرہ نسب دو طریق سے خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اس لیے آپ فرمایا کرتے تھے۔ ولدنی الصدیق مرتین (مجھے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ جنا)

اہل بیت کا فرد عظیم ہونے کی وجہ سے آپ منبع صدق وصفا، مطلع رشد و ہدایت اور مخزن علم و فضل تھے، شریعت و طریقت میں یکتائے روزگار تھے، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے آفتاب فقاہت نے آپ سے روشنی لی اور صوفیائے کرام علیہم الرحمۃ کا عظیم گروہ آپ سے فیض یاب ہوا چنانچہ آج تک ہر شجرۂ طریقت میں آپ کا نام نامی شامل ہے۔

بعض لوگوں نے غلط فہمی کی بنا پر انھیں روافض کا بزرگ سمجھا ہے حالانکہ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تمام صوفیا و اکابر اہل سنت ان کے خوان نعمت کے ریزہ خوار ہیں ہم اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقیدت مند ہیں تو ان ائمہ اہل بیت کے ارشادات و تعلیمات کا اثر بھی ہے بالفاظ دیگر جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت سے سرشار رہے، یونہی اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ان کے گن گاتے رہے۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

ضروری تھا کہ حضرت کی بارگاہ میں تفصیل سے ہدیہ عقیدت پیش کیا جاتا، وقت کی کمی کے سبب اس شمارے میں صرف ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے جسے پاکستان کے مشہور مصنف جناب عالم فقری صاحب ایم اے نے تحریر فرمایا ہے، اس مختصر سے واقعے میں ان کی عظمت و کرامت اور زہد و تقویٰ کی جھلکیاں موجود ہیں۔ ہمارے ہاں ان کا یوم وصال عموماً ۲۲ رجب کو منایا جاتا ہے حلوہ پوری کو ایصال ثواب کا خصوصی عنوان دیا گیا ہے جہاں تک ایصال ثواب کا تعلق ہے اس کے جواز میں کوئی شک نہیں مگر بعض لوگوں میں جو اس قسم کی قیدیں لگائی ہیں کہ ایک مخصوص وقت میں پکایا جائے یا مخصوص جگہ ہی اسے کھایا جائے درست نہیں۔

کشف المعانی لمکتوبات امام ربانی

شرح مکتوبات شریف (مکتوب بارھواں)

(محدث زماں حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ)

ادارہ الحقیقہ کے لیے جہاں یہ امر باعث عزوشرف ہے وہیں ہمارے قارئین کے لیے مادیت زدہ ماحول میں، قطبِ وقت' قندیل نورانی محدث رحمانی، غوث صمدانی، امام ربانی، المجد دالمنورالف ثانی، ابوالبرکات شیخ بدرالدین احمد فاروقی، نقشبندی، سرہندی قدس سرہ العزیز کے مکاتیب جومکتوبات امام ربانی (مکتوبات شریف) کے نام سے معروف ہیں، علوم ومعارف اور حقیقت ومعرفت کا بحرِ ذخار ہے جو اس قدر مشکل اور اَدق ہیں کہ بقول امام ربانی مجدد الف ثانی علما کے علوم اور اولیاء کے معارف سے وراء ہیں جو مشکٰوۃ نبوت سے مقتبس ہیں اور الف ثانی کے مجدد کے ساتھ خاص ہیں۔ نیز یہ علوم ومعارف کشف صحیح اور الہام صریح سے ثابت ہیں جو کتاب وسنت کے عین مطابق اور اہلسنت کے عقائد وآراء کے بالکل موافق ہیں۔

ادارہ مجلّہ الحقیقہ اپنے قارئین کے لیے آسان اور عام فہم انداز میں، محدث زماں حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ ''**کشف المعانی لمکتوبات امام ربانی**'' جو کہ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات شریفہ کی شرح، پہلی بار شائع کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے مزار پرانوار پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، حضرت علامہ محمد اسحاق نظیری رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے، مجلّہ الحقیقہ کو اسلام اور تصوف کی حقیقی تصویر پیش کرنے اور قارئین کو فیض حاصل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ادارہ الحقیقہ)

فارسی	اردو
''در بیان حصولِ مقامِ فناوبقاوحصولِ ظہورِ وجہِ خاص ہرشئی و حقیقتِ سیر فی اللہ وتجلی ذاتی برقی وجز آن نیز بہ پیر بزرگوارِ خودنوشتہ اند''	مقام فنا اور بقا کے حاصل ہونے پر ہر چیز کی وجہِ خاص کے ظہور کے خاص ہونے اور سیر فی اللہ کی حقیقت اور تجلی ذاتی برقی اور اسکے علاوہ کے بیان میں نیز اپنے مرشد بزرگوار کولکھا ہے۔
''عرضداشت کمترین بندگان احمد بذروہ عرض میرساند''	یہ عرض ہے (یعنی خط) تمام غلاموں سے نہایت کمترین احمد بلند دربار میں عرض پہنچاتا ہے (کرتا ہے)۔

''ازتقصیراتِ خود چہ عرض نمایدٗ''	اپنی کوتاہیوں کے متعلق کیا عرض کرے (یعنی کمزوریاں بہت ہیں کیا کیا بیان کروں)۔
''ماشاء اللہ کان و مالم یشاءُ یکن ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم''	جو اللہ نے چاہا ہو گیا اور جسکے ساتھ اللہ کے ارادہ کا تعلق نہ ہوا وہ نہ ہوا اور نہ کوئی حیلہ اور نہ قوت ہے مگر اللہ بلند بڑے کی توفیق سے۔
''علومی کہ تعلق بمقامِ فنا فی اللہ و البقاء بہ داشتند حق سبحانہ بعنایتِ خود منکشف ساخت''	وہ علوم جو فنا فی اللہ اور بقاء باللہ کے مقام سے تعلق رکھتے ہیں حق سبحانہ نے اپنی عنایت سے کھول دیئے ہیں۔
''وہمچنیں معلوم کرد کہ وجہِ خاص ہر شئی چیست و سیر فی اللہ بچہ معنی است و تجلی ذاتی برقی چہ می باشد و محمدی المشرب کیست و امثال آن''	اور ایسے معلوم کیا کہ ہر چیز کی وجہ خاص کیا ہے اور سیر فی اللہ کا کیا معنی ہے اور تجلی ذاتی برقی کیا ہوتی ہے اور محمدی المشرب کون ہے اور اسکی مثال کے کئی امور۔
''و در ہر مقامی لوازم و ضروریاتِ آن را می نمایند و میگزرانند و کم چیزی ماندہ باشد کہ اولیاء اللہ آن رانشان دادہ اند درراہ فروگذارند و نمایند قُبِل من قُبِل بلاعلۃٍ''	اور ہر مقام میں اسکے لوازم اور ضروریات دیکھاتے ہیں اور گذارتے ہیں اور کوئی کم چیز ہی رہتی ہوگی کہ اولیاء اللہ اسکا نشان دیں راستہ میں چھوڑ دیں نہ دیکھائیں (یعنی ولی جسکا نشان بتاتا ہے وہ اسکا دیکھا ہوا ہوتا ہے) مقبول ہوا جو بغیر سبب کے مقبول ہوا (یعنی جو اللہ کا مقبول ہے وہ ہر حال میں مقبول ہے)۔
''ہمچنانکہ زواتِ اشیارا مجعول مید اند اصلِ قابلیات و استعدادات رانیز مجعول و مصنوع میداند''	جیسا کہ چیزوں کی ذاتوں کو مخلوق جانتا ہے اصل قابلیات و استعدادات کو بھی مخلوق و مصنوع جانتا ہے۔
''او سبحانہ محکوم قابلیات نیست ونشاید کہ چیزے بروے حاکم باشد''	وہ پاک ذات قابلیات کی محکوم نہیں ہے اور نہیں ہوسکتا کہ کوئی چیز اس پر حاکم ہو۔(یعنی کسی چیز میں ذاتی صلاحیت نہیں جس بنا پر اللہ نے اسکو ایسا بنایا بلکہ صلاحیت بھی اللہ نے پیدا کی ہے)۔
''زیادہ گستاخی نہ نمود''	زیادہ (لکھنا) گستاخی نہ ہوجائے۔
''بندہ باید کہ حدِ خود داند''	غلام کو اپنی حد کی خود پہچان ہونی چاہیے۔

علامہ اقبال اورعشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

پروفیسر رانا محمد اجمل (اسلام آباد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عشق دمِ جبرائیل عشق دلِ مصطفیٰ

عشق خدا کا رسول عشق خدا کا کلام

آج کے موضوع پر گفتگو کرنے سے پہلے ہمیں غور کرنا پڑے گا کہ عشق بذات خود کن اجزائے ترکیبی سے وجود پاتا ہے۔ ع سے عجز ش سے شوق اور ق سے قربت۔ یہ تین چیزیں یکجا ہو جائیں تو عشق تشکیل پاتا ہے۔ اور عشق انسان کے بس کی بات نہیں یہ تو اسی خالق کائنات کا عطیہ ہے۔ جس نے جہاں اپنی مخلوق کو بے پایاں نعمتوں سے نوازا ہے وہاں اسے عشق جیسے جذبے سے آشنا کیا۔ اور اسے بتایا کہ کس طرح کسی سے سچی لگن ہوتی ہے۔ اور اس جانگداز رستے میں ہر کڑی منزل سے گزرنا پڑتا ہے۔ تب کہیں جا کر عشق کی منزل حاصل ہوتی ہے۔ یہ لگن یہ تڑپ اور یہ شوق ہر ذی روح کے رگ و پے میں اتارا گیا۔ اسی لئے اقبال علیہ الرحمۃ نے کہا تھا

عشق کے مضراب سے نغمہ تار حیات

عشق ہے نور حیات عشق ہے نار حیات

پہلا عشق تو اس خالق کائنات نے خود کیا۔ اور فرمایا لولاک لما خلقت الافلاک۔ یعنی اے محبوب صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں زمین وآسمان کو نہ بناتا۔ گویا عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہی اصل کائنات ہے۔ عشق تو ہابیل کا بھی تھا اور قابیل کا بھی ابراہیم کا بھی نمرود کا بھی موسیٰ کا بھی فرعون کا بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ابولہب کا بھی حسین کا بھی یزید کا بھی مگر نور حیات کون سا تھا اور نار حیات کونسا اس بات کا فیصلہ اس سے ہو جاتا ہے کہ: العشق و نار یحرق ما سوا اللّٰہ۔ یعنی اللّٰہ کی ذات کے سوا عشق جلانے والی آگ ہے۔ جنہوں نے اللّٰہ کا عشق اختیار کیا وہی نور حیات کے سزاوار ہوئے۔ قرآن نے گواہی دی۔ من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین و حسن اولئک رفیقا۔ اور انبیاء صدیقین شہداء اور نیک لوگ ہی بہترین رفیق ہیں۔ (سورۃ النساء:٦٩) وہ تمام لوگ جنہوں نے شہادت گئے الفت میں قدم رکھا۔ میر حجاز صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اس قافلہ عشق کے سالار اعلیٰ ہیں جنہیں عجز شوق اور قربت کی معراج ملی۔ انتہا یہ تھی کہ: وکان قاب قوسین او ادنی۔ اسی لئے تو عاشق رسول حکیم الامت علامہ اقبال کہتے ہیں

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآں وہی فرقاں وہی یسیں وہی طہٰ

مفکر اسلام ترجمان حقیقت اور مصور پاکستان اقبال علیہ الرحمۃ اپنی تمام شاعری میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر نظر آتے ہیں۔ان کا خمیر عشق کے اجزائے ترکیبی عجز،شوق اور قرب سے اٹھا ہے۔ وہ عجز کی انتہاؤں کو چھوتے ہیں اور شوق کی منزل میں قدم رکھتے ہیں تو والہانہ پکار اٹھتے ہیں۔

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
قرب کے متعلق یوں گویا ہوئے
فرشتے بزم رسالت میں لے گئے مجھ کو
حضور آیہ رحمت میں لے گئے مجھ کو

وہ عشق و مستی جس کو ترجمان حقیقت دانائے راز اقبال انسان کے ارتقاء کیلئے لازمی گردانتا ہے کیونکر حاصل ہوتی ہے۔صرف محبت رسول کے توسل سے اور اس کے صدقے میں۔علامہ فرماتے ہیں کہ سرشاری اور سرمستی آفتاب مصطفوی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار و تجلیات کی کرن ہے۔ یہ نصیب میں آ گئے تو سب کچھ مل گیا۔ جب تک اس کا سوز انسان میں ہے اسی وقت تک اس کو حقیقی زندگی میسر ہے۔ یہی وہ قوت ہے جس سے یقین وایمان میں پختگی آتی ہے اور ان کا تحفظ ہوتا ہے۔اسرار خودی میں فرماتے ہیں

دردل مسلم مقام مصطفیٰ است
آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است

قرآن نے گواہی دی پہلے پارے میں ارشاد خداوندی ہے کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں ہم اللّٰہ پر اور قیامت پر ایمان لائے وہ مومن نہیں ہیں وہ اللّٰہ اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں۔اس لئے کہ وہ محبوب خدا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہیں رکھتے۔رسالت مآب صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اپنی جان مال اولاد اور والدین اور ہر عزیز شے سے پیارا نہ ہو جاؤں۔ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی حضرت علامہ کے حوالے سے کہتے ہیں عشق اس وقت تک بے معنی ہے جب تک محبوب کا اتباع نہ کیا جائے۔محبوب کے عادات وشمائل، افعال واقوال، رفتار وگفتار، اخلاق وخصائل اور پسند وناپسند کو اپنے لئے نمونہ بنانا اور تقلید واتباع کا اہتمام کرنا اور اس کے ہر ہر شیوہ پر عمل ہر بات کو اپنے لئے مشعل راہ بنا کر خود کو اسی طرز پر ڈھالنا عشق صادق کا تقاضا ہے۔اس لئے عاشق پر لازم ہے کہ ہر امر میں محبوب کے نقش قدم پر چلے۔اتباع کامل کے بغیر عشق کا دعویٰ بے معنی ہے اور عشق رسول صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم کے سلسلے میں ارشاد ربانی ہے: **قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ**

اور اقبال نے کہا

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

اقبال کے محقق محمد فاضل لکھتے ہیں اقبال مرد مومن تھا وہ خادم اسلام تھا۔ وہ عاشق قرآن اور سب سے بڑھ کر عاشق رسول تھا۔ یہی وہ مراتب ہیں جن کے باعث اقبال کا مقام آس قدر بلند ہو جاتا ہے جہاں وہم اور خیال کی رسائی بھی نہیں ہوسکتی۔ وہ شخص جس پر یورپ کے مادی علوم کچھ اثر نہ کر سکے اور جو تہذیب فرنگ کو مٹانے کے درپے رہا۔ جس کی لے حجازی رہی یہ صرف اس لیے نہیں ہوا کہ وہ بہت بڑا شاعر یا عظیم المرتبت فلاسفر تھا بلکہ صرف اس لیے کہ وہ خادم ملت اسلامیہ اور عاشق رسول تھا۔ وہ کس قدر فخر یہ انداز میں کہتا ہے

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش فرنگ

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ ونجف

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری اپنی کتاب رحمۃ للعالمین میں حدیث شریف والحب اساسی کی تشریح میں لکھتے ہیں محبت ہی قوت قلب ہے۔ محبت ہی غذائے روح ہے۔ محبت ہی قرۃ عین ہے۔ محبت حیات الابدان ہے۔ دل کی زندگی، زندگی کی کامیابی اور کامیابی کو دوام بخشنے والی غرض محبت ہی سب کچھ ہے۔ اسی لیے اقبال نے کہا

عشق دم جبرائیل عشق دل مصطفیٰ

عشق خدا کا رسول عشق خدا کا کلام

سورہ حشر آیت نمبر سات میں حکم ربانی ہے **وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا**۔ رسول جو کچھ تمہیں دیں اس کو لے لو اور جس سے وہ تم کو منع کریں اس سے دور رہو۔ سورہ نساء میں ارشاد ہوتا ہے

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (سورۃ النساء:۸۰)

وہ عشق و مستی جس کو اقبال انسان کے ارتقاء کیلئے لازمی گردانتا ہے کیونکر حاصل ہوتی ہے صرف عشق رسول کے توسل سے اور اس کے صدقے میں۔ فرماتے ہیں کہ یہ سرشاری و سرمستی آفتاب مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار وتجلیات کی ایک کرن ہے۔ یہ نصیب میں آگ ءتو سب کچھ مل گیا۔ جب تک اس کا سوز انسان میں ہے اسی وقت تک اسے حقیقی زندگی میسر ہے۔ یہی قوت ہے جس سے یقین وایمان میں پختگی آتی ہے اور ان کا تحفظ ہوتا ہے

اسرار خودی میں فرماتے ہیں

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است

آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است

اور یہ کہہ کر تو بات ہی ختم کردی

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

علامہ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ان کی طبیعت میں اس قدر سوز وگداز تھا۔اور آپ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر سرشار تھے کہ جب کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہوتا بیتاب ہو جاتے اور دیر تک روتے رہتے۔ جناب فقیر سید وحیدالدین روزگار فقیر میں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کی سیرتِ اور زندگی کا سب سے زیادہ ممتاز محبوب اور قابلِ قدر وصف جذبہ عشق رسول ہے۔اقبال کی شاعری کا جوہر اور لب لباب عشق رسول اور اطاعت رسول ہے۔ میں نے عشق رسول اور اطاعت رسول کے جو مناظر دیکھے ہیں ان کا لفظوں میں اظہار مشکل ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنا شعار بنالے اسے وہ بے پناہ قوتیں حاصل ہو جائیں گی کہ وہ بحر وبر پر اپنا تسلط جما لے گا۔ بلکہ اس کو اس سے بھی بڑھ کر طاقت حاصل ہو جائے گی۔ مختصر تو یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کائنات کے آقا ہیں اور سارا عالم آپ کا غلام۔اسی لئے تو خاک یثرب دونوں جہان سے بہتر ہے۔کتنا فرحت انگیز وہ شہر ہے جہاں ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم رہتے ہیں۔

وہ زمیں ہے تو اے خوابگاہ مصطفیٰ
دید ہے کعبے کو تیری حج اکبر سے سوا
اور سالار کارواں ہے میر حجاز اپنا
اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا

اقبال اسوہ حسنہ کے بارے میں کہتے ہیں۔ بندہ مومن، صاحب فقر اور عاشق صادق کے سامنے صرف ایک ہی دستورالعمل ہوتا ہے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ۔ایسا شخص اپنے لئے ہی نہیں تمام ملت کیلئے موجب نجات ہوتا ہے۔حکم خداوندی ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ البتہ تحقیق تمہارے لیے زندگی کا بہترین نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور اقبال نے ملت کو پیغام دیا

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے
اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے
رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

کسی نے اقبال کے بارے میں صحیح کہا

عہد فردا میں جو تاریخ لکھی جائے گی
تیرے شعروں سے چنے جائیں گے اس کے عنواں

کلمات تحسین

''کلیاتِ مفکرِ اسلام'' اردو نعتیہ ادب میں ایک گراں قدر اضافہ

اثر خامہ: محقق دوراں سرمایہ اہل سنت یادگار اسلاف سید صابر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرکار دو عالم نور مجسم نبی آخر الزماں فخر کون ومکاں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت اور مدحت سرائی روز ازل سے جاری وساری ہے۔ ہر نبی نے اپنے اپنے زمانے میں اپنے اپنے انداز میں اپنی اپنی امت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامات رفیع سے آگاہ فرماتے رہے اور آپ کی آمد و خاتمیت کی بشارات سنا رہے۔ اس پر حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی بشارت اور حضرت سیدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا شاھد وناطق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے ایک ہزار قبل یمن کے بادشاہ تبع اول حمیری نے مدینہ منورہ کے مقام سے گزرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف کی اور آپ پر ایمان لایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو زمین وزماں اور کون ومکاں میں اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوقات نے اپنے اپنے انداز میں خوشی کا اظہار کیا۔ بعد میں آپ کی اہل بیت اطہار اور صحابہ کبار نے آپ کی مدحت سرائی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ان کے بعد تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت کو جاری وساری رکھا۔ خطہ پاک وہند میں بھی ''نعت گوئی'' کے چرچے بام عروج تک پہنچے۔ یوں تو یہاں ہر زبان میں نعت گوئی کی سعادت حاصل کی گئی ہے لیکن یہاں اردو زبان میں نعت گوئی کی روایت تمام زبانوں سے آگے نظر آتی ہے۔ اردو مع گو شعراء میں شہید آزادی مولانا کفایت علی کافی رحمۃ اللہ علیہ، امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی نہایت روشن اور نمایاں ہیں۔

ہمارے عہد میں عمدۃ المحققین مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ (پ:1358ھ/1939ء۔۔۔۔۔۔۔۔م:1427ھ/2006ء) اردو دبستانِ نعت کا ایک مہکتا ہوا پھول ہے۔ ان کا کلام جہان نعت میں مقبول ہے۔ آپ کے والد گرامی صوفی باصفا محمد مقبول رحمۃ اللہ علیہ (م:1376ھ/1956ء) اپنے عہد کے متدین صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ آمنہ بی بی رحمۃ اللہ علیہا (م:1402ھ/1982ء) بھی اپنے زمانے کی عارفہ کاملہ اور عابدہ زاہدہ تھیں۔ آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت گھر میں ہوئی، مختلف اساتذہ کرام سے اکتساب فیض کیا اور پھر عصری تعلیم میں بھی ید طولیٰ حاصل کیا۔ آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین سیدنا پیر سید علی حسین نقش لاثانی علی پوری رحمۃ اللہ علیہ (پ:1335ھ/1917ء۔ن:1408ھ/1987ء) کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور پھر خلافت واجازت سے بھی سرفراز ہوئے۔ آپ کی سب زندگی درس وتدریس میں بسر ہوئی۔ آپ نے مختلف کالجز میں تدریس فرائض سرانجام دیئے۔ آپ نے اپنے تلامذہ کے قلوب میں جذبہ حب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ایسی شمع روشن فرمائی کہ انہوں نے ہر محاذ پر محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی پھیلانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ان مشاہیر تلامذہ میں علامہ غلام مصطفیٰ مجددی زید مجدہ اور سعید محمد عامر آسوی زید مجدہ کے اسمائے گرامی نہایت نمایاں ہیں۔ آپ نے اپنے زمانہ تدریس میں کالجز کے ادبی میگزینوں کو بھی ایسا مذہبی رنگ دیا کہ مدارس اسلامیہ میں سے جاری ہونے والے جرائد ورسائل کے مدیران بھی عش عش کر اٹھے۔ بالخصوص آپ کی کاوشوں سے گورنمنٹ ڈگری کالج شکر گڑھ سے مجلّہ "عزم نو" کا اجراء ہوا۔ آپ نے 1991ء میں اس کا "سیرت نمبر" 1995ء میں "قرآن نمبر" اور 1999ء میں "اسلام نمبر" کی اشاعت فرما کر کالجز کے میگزینوں کا رخ ہی تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔ مجلّہ "عزم نو" کے یہ تینوں نمبر عظیم وضخیم ہیں۔ یہ علم وادب کا مرقع اور علوم ومعارف کا خزینہ ہیں۔ ان سے نوجوان نسل کے فکر ونظر میں تبدیلی آئی اور ان کے کردار وعمل میں نکھار آیا۔

آپ نے 1976ء میں حرمین شریفین کا سفر اختیار کیا اور پہلی بار حج بیت اللہ اور مدینہ منورہ میں روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کی سعادت حاصل کی۔ 2000ء میں دوسری بار سفر حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔ واپس آ کر آپ نے عظیم تحریک "شیران اسلام" کا قیام عمل میں لایا اور اس کے زیر اہتمام ماہ نامہ مجلّہ "الحقیقہ" کا اجراء فرمایا۔ الحمدللہ، تحریک "شیران اسلام" نہایت تیزی سے اپنے اہداف کے مطابق جاری ہے۔ ماہ نامہ مجلّہ الحقیقہ" بھی نہایت کامیابی وکامرانی جاری وساری ہے۔ بالخصوص راقم کی ادارت میں اس کے "تحفظ ختم نبوّت نمبر" نے اعتقادی اور نظریاتی دنیا میں ایک تہلکہ مچایا ہوا ہے۔ ہنوز اس کی صرف دو جلدیں شائع ہوئی ہیں تیسری جلد پر بھی کام جاری ہے۔ ایں سعادت بزور نیست۔

آپ نے جہاد بالقلم کے محاذ پر خوب معرکہ آرائیاں فرمائی ہیں۔ آپ کے قلم فیض اثر سے بے شمار مضامین ومقالات اور کئی کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ آپ کی مطبوعہ کتابوں میں انوار لاثانی، سیرت حضور نقش لاثانی، سورج الٹے پاؤں پلٹے، شاہ ابرار زندہ مختار، امام حسین رضی اللہ عنہ کی حقانیت، میلاد شریف اور بعض روایات، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین، حضرت مجدد الف ثانی کی مجددیت و قیومیت، توحید اور محبوبان خدا کے کمالات، موجودہ فرقہ واریت اور حضور نقش لاثانی کا مذہبی تعامل، اسلام کا پہلا عقیدہ توحید، عقیدہ توحید ورسالت اور مردان حق شامل ہیں۔ آپ قادر الکلام شاعر ہیں آپ کا سارا کلام نعتیہ ہے۔ حمدیہ اور مناقب میں بھی نعتیہ عناصر بدرجہ اتم موجود ہیں۔ حرمین شریفین کے پہلے سفر کے دوران آپ نے جو کلام موزوں کیا وہ جس ڈائری میں لکھا وہ کہیں گم ہو گئی تھی جس کا آپ کو کافی افسوس ہوا۔ البتہ دوسرے سفر حرمین شریفین کے دوران لکھا گیا کلام محفوظ رہا۔ پہلے سفر میں لکھی گئی ایک دو حمد ومناجات اور دو تین نعتیں بھی دستیاب ہوئیں۔ دونوں مقدس اسفار کا دستیاب کلام آپ نے 1420ھ/ 2000ء میں "تبرکات حرمین" سے شائع فرما دیا تھا۔ 1425ھ/2004ء میں ربیع الاول میں آپ کا قلم ایسا رواں دواں چلا کہ "نغمات میلاد" کے نام سے ایک نعتیہ مجموعہ تیار ہو گیا جسے شائع فرما کر عام کیا گیا۔ اسی طرح امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق نعت جس کا مطلع ہے: سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی: سب سے بالا ووالا ہمارا نبی کی جانب متوجہ ہوئے تو اس نعت شریف کی ردیف، زمین اور بحر میں لکھتے چلے

گئے یہاں تک کہ حروف تہجی کے مطابق ستائیس نعتیں لکھ ڈالیں۔ضرورت تھی کہ کوئی فاضل آگے بڑھے اور آپ کے نعتیہ کلام کو یکجا کر کے کتابی صورت میں سامنے لائے۔ الحمدللہ علی احسانہ،اس عظیم کام کی تکمیل کے لئے قرعہ فال مفکر اسلام علامہ پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید صادق ممنون حسین آسوی زید مجدہ کے نام نکلا۔آپ نے نہایت محبت اور محنت سے " کلیاتِ مفکر اسلام" کے نام سے آپ کے نعتیہ کلام کو نہایت ہی خوب صورتی سے سلک مروارید کی طرح جمع کرنا شروع کر دیا ہے۔ الحمدللہ، آپ کی کاوشوں سے " کلیاتِ مفکر اسلام" کی جلد اول اہل ذوق کی ضیافت طبع کے لئے منظر عام پر آرہی ہے۔اس پہلی جلد میں " تبرکات حرمین شریفین، حمد و نعت، نغمات میلاد اور ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل ہیں۔" کلیاتِ مفکر اسلام" ایک ایسا نعتیہ گلستان ہے جس میں حمد و نعت اور مناجات کا ایک جہان آباد ہے جس میں گلہائے رنگا رنگ کھلے ہوئے ہیں، خوبصورت بیل بوٹے اگے ہوئے ہیں جن کی نعتیہ خوشبو سے دل و دماغ ایسے معطر ہوتے ہیں کہ ایمان کو تازگی اور حلاوت محسوس ہونے لگتی ہے۔

" کلیاتِ مفکر اسلام" اردو نعتیہ ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔اس میں سوز و گداز، عقیدت و محبت اور شعری محاسن بام عروج پر نظر آتے ہیں۔اس میں آمد ہی آمد ہے، آورد نام کی چیز ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔اسے پڑھنا شروع کریں تو پڑھتے ہی چلے جائیں کہیں بھی اکتاہٹ محسوس نہیں ہوگی۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قافلہ عشق و محبت کا حدی خواں اپنی منزل کی جانب نہایت تیزی سے رواں دواں ہے اور مدینہ منورہ پہنچنے ہی والا ہے۔

" کلیاتِ مفکر اسلام" کی ہر نعت کے ہر ہر مصرعے سے عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوتے پھوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اسی لیے اگر انہیں عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر پڑھیں تو آنکھوں سے آنسو خود بخود جاری ہو جاتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک عاشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ہے جس کی مقبولیت عام ہے۔ فقیر " کلیاتِ مفکر اسلام" کی ترتیب و تدوین پر ممنون حسین آسوی زید مجدہ کی خدمت میں مبارک باد اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔ماشاءاللہ ماشاءاللہ ماشاءاللہ بہت خوب **اللھم زد فزد**۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ان کے علم و قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور اسے شہرت عام اور بقائے دوام بخشے۔انہیں ہمیشہ شاد و آباد اور بامراد رکھے۔اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہٖ واولیاء امتہ وعلماملتہ اجمعین۔۔دعا گو و دعا جو، گدائے کوئے مدینہ شریف، احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ " خلیفہ مجاز بریلی شریف، سرپرست اعلیٰ ماہ نامہ مجلّہ الخاتم انٹرنیشنل و " ہماری آواز ." مدیر اعلیٰ " الحقیقہ " ادارہ فروغ افکار رضا و ختم نبوت اکیڈمی برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر 43710(14 / جمادی الاولی 1443ھ/19 / دسمبر 2021ء'بروز اتوار

بوقت 9:48رات)

ملفوظات حضور مفکر اسلام قدس سرہ

ممنون احمد آسوی حسینی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆......کچھ لوگ دنیا میں سب سے کم مگر کردار سب سے اچھے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ صلح و آشتی، عدل وانصاف اور حق وصداقت کے علمبردار ہوتے ہیں، وہ کمزوروں کا زور، بے سہاروں کا سہارا اور بے بسوں کے بس بنے رہتے ہیں جور و جفا کی کوئی آندھی اور ظلم و ستم کا کوئی طوفان ان کا راستہ روک نہیں سکتا۔ کوئی تحریص، کوئی خوف اور کوئی دوستی یا دشمنی ان کے پاؤں کی زنجیر نہیں بن سکتی۔ ان کا گھر بار جلایا جائے، سر پر تلوار لٹکائی جائے یا قید و بند کی صعوبتوں سے گزارا جائے، وہ سب کچھ خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں مگر کسی باطل کے آگے جھکنا برداشت نہیں کرتے۔ اور دنیا کی کوئی مصلحت انہیں کذب بیانی، دغا بازی اور ستم کیشی پر آمادہ نہیں کر سکتے۔ انہیں اپنا مشن اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتا ہے اور اس کی تکمیل کے لئے کسی قسم کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

☆......مردِ حق عیش میں اپنے رب کی یاد سے غافل نہیں ہوتا اور طیش میں اس کے غضب کو فراموش نہیں کرتا۔

☆...... جہاں خدا کی محبت و رضا کا جذبہ نہیں، موت و حیات کے بارے میں کوئی سنجیدہ نہیں، حشر ونشر پر اعتقاد نہیں، حساب و کتاب پر یقین نہیں اور جنت ودوزخ کا کوئی تصور نہیں۔

☆......خدا کی معرفت کا سب سے بڑا اور یقینی بلکہ واحد ذریعہ اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ نبوت و رسالت کے تصور کے بغیر مذہب کی کوئی حیثیت ہی نہیں رہتی۔

☆......حضور خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے ایک دو نہیں، دس بیس نہیں، سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ایسے بہترین انسان اور وہ بھی چند سال کی قلیل مدت میں تیار کئے جن میں سے ہر ایک پر انسانیت کو، ساری خدائی کو بلکہ خود خدا تعالیٰ کو بھی ناز ہے۔ کیسا حسین، کامل اور جامع انقلاب تھا کہ دشت عرب کے بدو جہاں بھر کے معلم اور تہذیب و تمدن سے نا آشنا لوگ تہذیب و تمدن کے امام بن گئے۔ جو اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کرتے تھے، دنیا بھر کے بے سہارا لوگوں کے لئے سراپا رحمت ہو گئے۔ عیش و طرب کے دلدادہ جن کا شراب و شاہد کے بغیر گزارا نہیں ہوتا تھا، زاہدان شب زندہ دار بن گئے۔ بات بات پر سالہا سال تک لڑنے والے رحماء بینھم (آپس میں رحیم) کا مصداق ٹھہرے۔ ان میں بہترین حاکم، عادل، سپہ سالار، منتظم، شاعر، ناثر، حکیم اور عالم و فاضل پیدا ہوئے۔

☆......اولیاء اللہ اپنے محبوب حقیقی کے رضا جوئی کے لئے مخلوق خدا کی حاجت روائی اور مشکلکشائی کو ضروری شرط قرار دیتے تھے۔ لہٰذا شب و روز لوگوں کی ضروریات پوری کرنے اور ان کے دکھ دور کرنے میں لگے رہے۔ کفر و شرک میں ڈوبی ہوئی ستم رسیدہ قوموں نے ان کا کردار دیکھا تو متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں اور جوق در جوق ان کے حضور جبین عقیدت خم کرنے لگیں۔ کتنے ہی خطہ ہائے زمین ایسے ہیں جہاں مسلمان فاتحین کی تلوار نہیں پہنچی بلکہ انہیں محض اللہ والوں کے حسن اخلاق نے سر کیا اور کہیں تلوار نے اپنے جوہر دکھائے بھی تو صرف میدان میں، دلوں کی فتح اہل نظر کے ہاتھوں ہی ممکن ہوئی۔ ☆......نبوت کا ثمرہ معجزہ ہے تو ولایت کا کرامت ہے۔ دونوں ایمان کی دلیل ہیں۔

سچوں کی سچی باتیں

علامہ عبدالمبین نعمانی قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصوف کیا ہے: حضرت شیخ ابوسعید بن ابوالخیر رضی اللہ تعالی عنہ (م ۳۵۷ھ) سے دریافت کیا گیا تصوف کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا جو کچھ راز ہے اس کو راز رکھ اور جو کچھ ہاتھ میں ہے اس کو بخشش کر اور جو کچھ تیرے اوپر آئے اس کو بخوشی برداشت کر۔

ایک بار آپ سے کہا گیا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے، فرمایا تو کیا ہوا یہ تو آسان ہے بعض پرندے پانی کے نیچے بھی چلے جاتے ہیں۔ کسی نے آپ سے کہا فلاں شخص ہوا پر اڑتا ہے۔ فرمایا کہ کوے اور کاھساں بھی ہوا میں اڑتی ہیں۔ پھر کسی نے کہا فلاں شخص ایک سیکنڈ میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچ جاتا ہے۔ فرمایا تو اس میں کیا ہے۔ شیطان بھی بیک نفس مشرق سے مغرب پہنچ جاتا ہے۔ اس قسم کی چیزوں کی تو کوئی قیمت نہیں۔ مرد وہ ہے کہ خلق خدا میں رہے اور لین دین کے معاملات کرے، بیوی بچوں میں رہے، لوگوں سے بھی تعلق رکھے، اور اس کے باوجود ایک لحظہ کے لئے بھی اپنے خدا سے غافل نہ رہے۔

تصوف کے چار درجات: حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالی عنہ اپنی کتاب 'منہاج العابدین' میں فرماتے ہیں کہ تصوف کے چار درجے ہیں پہلا درجہ علم شریعت دوسرا درجہ عمل تیسرا درجہ اخلاص اور چوتھا درجہ خوف خدا، آپ فرماتے ہیں

الناس کلھم مؤتی إلا العلماء تمام لوگ مردہ ہیں زندہ صرف وہ لوگ ہیں جو علم والے ہیں۔

والعلماء کلھم نیام إلا العاملین۔ اور علماء یعنی علم والے اگر چہ زندہ ہیں مگر سب ہو رہے ہیں یہاں بیدار صرف وہ علماء ہیں جو عمل والے ہیں۔

والعاملون کلھم فی خسران إلا المخلصین

اور عمل کرنے والے بھی سب کے سب گھاٹے میں ہیں سوائے مخلصین کے یعنی جن کے عمل میں اخلاص اور للّٰہیت ہے۔

والمخلصون کلھم علی خطر إلا الخائفین

اور مخلصین بھی سب کے سب خطرے میں رہتے ہیں یعنی قبول وعدم قبول کے علاوہ سوائے ان لوگوں کے جو اپنے سینوں میں خدا کا خوف رکھتے ہیں۔ (منہاج العابدین للامام حجۃ الاسلام محمد الغزالی)

شریعت وطریقت: حضرت سیدی شیخ ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (م ۶۷۶ھ) کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں حقیقت کے راستے پر چلنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا۔ اے میرے بچے! پہلے تم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سنت کے مطابق زہد وعبادت کرو اس لئے کہ یہ دونوں راہیں اتنی روشن ہیں کہ ان کے نور سے تاریکیاں دور ہوئیں، مکہ ومدینہ، مشرق مغرب افق وعلوی

وسفلی سب منور ہوئے، اور جب اس پر عمل کروگے تو اسی سے علم حقائق اور اسرار کی چنگاریاں نکلیں گی۔ بس اس راستے پر بتدریج چلے چلو اگر تم میں خلوص اور راست بازی ہوگی تو اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ (الطبقات الکبری مترجم ۳۳۵)

نماز میں خشوع کی حقیقت: حضرت ابراہیم دسوقی علیہ الرحمہ (م ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں۔ میاں اگر تم کو نماز میں خشوع کا کمال حاصل ہو تو تمہاری عقل ٹھکانے نہ رہے اور رعب و دہشت کے مارے تم قرآن کی ایک سورہ بھی نہ پڑھ سکو، کیونکہ جب سوئی کے ناکے کے ننانوے حصوں میں سے ایک حصہ کے برابر تجلی ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوکر گر پڑے اور مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے (حالانکہ وہ نبی تھے) اور یہ تجلی ہر نمازی کو واقع ہوتی ہے۔ اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان تقبل الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك ۔ یعنی خدا کی عبادت اس طرح کرو جیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہیں ہوسکتا تو یہ تصور کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ تو جب وہ تجلی فرماتا ہے جبھی تو حکم ہو رہا ہے کہ گویا اس کو دیکھتے ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ:

نظریں بدل گئیں تو نظارہ بدل گیا

بشرطیکہ وہ بھی ویسا ہی سمجھے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھا تھا (الطبقات الکبری الشعرانی مترجم ۳۳۶)

فاتحہ برائے حل مشکلات: ایک شخص کی دستاویز گم ہوگئی وہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اس کے لئے کوئی صورت بتائی جائے، آپ نے فرمایا میرے مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک کو حلوہ کی فاتحہ کراؤ۔ وہ شخص گیا اور بہت جلد ایک کاغذ میں حلوہ لے کر حاضر ہوگیا۔ اب جو کاغذ کھولتا ہے تو اس میں اس کی گمشدہ دستاویز مل گئی، (سفینۃ الاولیا مترجم از دار الشکوہ، نفیس اکیڈمی)

اس سے معلوم ہوا کہ حل مشکلات کے لئے بزرگوں کے نام کی فاتحہ دلانا اسلاف کرام کا طریقہ ہے جو ان کے عقیدتمند عوام وخواص میں مروج ہے۔ اور جو اولیاء سے بغض رکھتے ہیں وہی اس کو ناجائز اور بدعت کہتے ہیں (نعمانی قادری)

چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ کا سماع سے انکار: حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی خلیفہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا علیہما الرحمہ وجد وسماع کے قائل نہیں تھے۔ نہ اس کو سنتے اور نہ اس میں شریک ہوتے۔ حالانکہ ان کے سلسلہ میں عام طور سے سماع کا رواج ہے، آپ فرماتے تھے کہ یہ سنت کے خلاف ہے، حضرت نظام الدین اولیاء یعنی آپ کے پیر ومرشد کو آپ کا یہ انکار کبھی ناگوار نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ آپ فرماتے تھے کہ نصیر الدین ٹھیک کہتا ہے، (سفینۃ الاولیاء ۱۳۶) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ بھی سماع کے قائل نہ تھے ورنہ یہ نہ فرماتے کہ نصیر الدین ٹھیک کہتا ہے اس کے بعد بھی کوئی سماع کی بات کرے تو عجیب ہے جو واقعات سماع کے ہیں وہ قابل تاویل ہیں پھر حکم اور واقعہ میں یعنی قول اور فعل میں اختلاف ہو تو قول کو ترجیح ہوتی ہے، اور واقعے کی تاویل۔

حضرت حاتم اصم کی نصیحت: آپ ایک مرتبہ سفر میں کہیں جا رہے تھے۔ ایک شخص نے آپ سے نصیحت کی درخواست کردی، فرمایا۔

(۱) اگر مددگار چاہتے ہو تو خدا کافی ہے۔

(۲) اگر ہمراہ (ساتھی) چاہتے ہوتو کراماً کاتبین بہت کافی ہیں۔

(۳) اگر عبرت چاہتے ہوتو دنیا کافی ہے۔

(۴) اگر مونس (دوست) چاہتے ہوتو قرآن کافی ہے۔

(۵) اگر کام کی ضرورت ہے تو عبادت الٰہی بڑا کام ہے اور وہ بہت کافی ہے۔

(۶) اگر وعظ ونصیحت چاہتے ہوتو موت کافی ہے۔

(۷) یہ جو کچھ میں نے کہا اگر تم کو ناپسند ہے تو پھر دوزخ بہت کافی ہے۔ (سفینۃ الاولیاء مترجم ص ۱۶۴)۔

تین چیزوں کا دعوی تین کے بغیر جھوٹا ہے: حضرت عبدالرحمٰن حاتم اصم خراسانی رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا کرتے کہ جو شخص تین چیزوں کے بغیر تین چیزوں کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے۔

(۱) جو شخص اللہ تعالی کے محرمات (حرام کی ہوئی چیزوں) سے پرہیز نہ کرے اور اس سے ڈرنے کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے۔

(۲) جو شخص اللہ تعالی کی اطاعت میں مال خرچ کئے بغیر جنت کی محبت کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے۔

(۳) جو شخص فقر کی محبت کئے بغیر نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے (الطبقات الکبریٰ مترجم ۱۶۵)

بدمذہب کے ساتھ امام مالک کا سلوک: حضرت امام مالک سے کسی نے **الرحمن علی العرش استوی** (پ۱۶، ع۱۰) کا مطلب پوچھا تو پسینے پسینے ہوگئے اور سر نیچے کرلیا اور جو لکڑی ہاتھ میں تھی اس کو ٹھکرانے لگے۔ پھر سر اٹھایا اور فرمایا۔

اس کی کیفیت عقل میں نہیں آسکتی اور خدا کا استوا معلوم نہیں اور اس پر ایمان لانا واجب اور اس کے بارے میں پوچھنا بدعت ہے اور میرا گمان ہے کہ تو بدعتی (بدمذہب) ہے اور اس کو اپنے دربار سے نکلوا کر باہر کردیا (ص ۱۱۵، الطبقات مترجم)

چار باتیں بہت اہم ہیں: حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ (م ۱۸۱ھ) فرمایا کرتے تھے، چار باتیں چار ہزار حدیثوں سے منتخب ہوئی ہیں۔

(۱) کسی عورت پر ہرگز اعتبار نہ کر (یعنی یہ نہ سمجھ کہ کسی عورت سے قریب ہوکر تو شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا اور نفس پر قابو پا ہی لے گا۔)

(۲) مال پر ہرگز فریفتہ نہ ہو (کہ مال کی محبت ہی ساری برائیوں کی جڑ ہے)

(۳) اپنے معدہ پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈال (کہ خرابی معدہ ہی ساری بیماریوں کی جڑ ہے۔)

(۴) صرف وہی علم سیکھ جو تم کو نفع دے۔ (الطبقات مترجم ص ۱۲۷) یعنی بے فائدہ علم سیکھنا عمر برباد کرنا ہے اور عمر بھی اللہ کی نعمت ہے اس کی قدر یہ ہے کہ اس کو صحیح اور ضروری کاموں میں لگایا جائے فضول برباد نہ کیا جائے۔

عبادت پر اجرت: (۱) امام شمس الدین سجاوندی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ بندہ کو مولیٰ کے کام میں اجرت پر نظر رکھنا بالکل بیجا ہے۔

یہ ایک شرعی مسئلہ ہے کہ غلام اپنے مولیٰ کے کام میں اجرت کا مستحق نہیں۔

(۲) اس سلسلے میں علامہ بیضاوی نے ایک عجیب نکتہ لکھا ہے کہ بندہ اپنے عمل پر اس لئے اجر کا مستحق نہیں کہ اس کو وجود کی جو نعمت ملی ہے وہی معاوضہ کے لئے بہت ہے۔ تو گویا کہ وہ ایسا مزدور ہے کہ اپنی مزدوری پہلے ہی لے چکا۔ لہذا بندے کو چاہئے کہ خدا کی بندگی خدا کے واسطے کرے نہ کہ بہشت کے لئے۔

(۳) حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف خدا کی وحی ہوئی کہ میں اس بندہ کو بہت پسند رکھتا ہوں جو میری عبادت میں جنت کی لالچ نہ کرے۔

(۴) حضرت امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جس کی اطاعت وعبادت بہشت کے لئے ہے وہ گرفتار فرج وشکم ہے اور جو دوزخ کے خوف سے عبادت کرتا ہے وہ ایسا غلام ہے جو مار پیٹ کے ڈر سے مولیٰ کی خدمت کرتا ہے۔ بندۂ نیک وہی ہے کہ جو کام کرے خدا کے واسطے کرے اور اطاعت میں محض فرماں برداری ملحوظ رکھے اور تقویٰ سے رضائے مولیٰ اس کا مقصود ہو۔ جو جنت کے لئے کلمہ پڑھتا ہے، وہ حقیقت میں کلمہ کی قدر ہی نہیں جانتا۔ اگر خدا واسطے کلمہ پڑھتا تو جنت اس کی ایسی مشتاق ہو جاتی جیسے پیاسا ٹھنڈے پانی کا مشتاق ہوتا ہے۔ (الکلام الاوضح ۳۲۳)

بعض اولیاء اپنے سچے مرید کو اپنے مرنے کے بعد اپنی زندگی کی حالت سے زیادہ فائدہ پہنچاتے ہیں۔ قول شیخ محمد ابوامواہب شاذلی (الطبقات ص ۵۳۱ للسقرانی)

اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اس دنیا سے جانے کے بعد بھی نفع پہنچاتے ہیں اور مدد کرتے ہیں، اس کو شرک کہنا اولیاء اللہ اور اسلاف کرام کو کافر مشرک بتانا ہے، جو سراسر باطل ہے اور ایسا کہنے والے بدعقیدہ اور اولیاء اللہ کے گستاخ ہیں۔

واہ رے دنیا اور اہل دنیا: حضرت شیخ ابراہیم دسوقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اے میرے بچو! آدمی کو لازم ہے کہ تمام لوگوں سے ہوشیار رہے کیونکہ ہم آخری زمانہ میں ہیں جس میں خیر خواہی اس قدر کم ہوگئی ہے کہ شاید تم کو ایک خیر خواہ بھی نظر نہ آئے، اور اب ایسے لوگ ہیں کہ تم ان کی خوشی کے درپے رہو تو وہ تمہارے رنج کے درپے ہوں گے اور اگر تم ان کو بلند کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ تم کو پست کرنے کے درپے ہوں گے اور اگر تم ان کے ساتھ نیکی کرو تو وہ تمہارے ساتھ بدی کریں گے، اور اگر تم ان پر مہربانی کرو تو وہ تم کو برچھیوں پر ڈال دیں گے اور کانٹوں میں گھسیٹنا چاہیں گے اور اگر تم ان کو فائدہ پہنچاؤ تو وہ تمہیں ضرر پہنچائیں اور اگر تم ان سے جوڑو تو وہ تم سے توڑیں گے۔ تم ان کو کھلاؤ تو وہ تم کو محروم کریں گے اور اگر تم ان کو آگے بڑھاؤ تو وہ اگر قدرت پائیں تو تم کو پیچھے ہٹا دیں۔ تم ان کو تعلیم دو تو وہ کہیں گے کہ ہم نے ہی ان کو تعلیم دی ہے۔ تم ان سے صاف رہو اور وہ تم سے خیانت کریں۔ واہ رے دنیا اور اہل دنیا۔ (الطبقات مترجم ۳۴۳)

بدعمل واعظوں سے جہاد کا حکم: اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ہر رسول کے کچھ ایسے ساتھی تھے جو ان کے بعد خدا کی کتاب اور رسول کی سنت کے مطابق عمل کراتے تھے۔ ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ منبروں پر بیٹھ کر باتیں تو خوب اچھی اچھی کرتے اور کام برے کرتے، ہر مسلمان پر حق اور فرض ہے کہ ان کے ساتھ جہاد کرے، ہاتھ سے جہاد نہ ہو سکے تو زبان سے سہی، اگر زبان سے بھی نہ ہو سکے تو دل سے ہی سہی اس سے کم میں ایمانداری نہیں۔ (اکسیر ۲۴۷، رکن دوم اصل نہم)

اس سے بدعمل اور جاہل واعظوں کو اپنا انجام معلوم کر لینا چاہئے اور جو لوگ ایسے واعظوں کو بڑھاوا دیتے ہیں، ان کو بڑے بڑے القابات سے یاد کرتے ہیں جن کے وہ کسی طرح لائق نہیں، اور زبردست نذرانوں سے ان کی خاطرداری کرتے ہیں وہ بھی جان لیں کہ ایسے منبری واعظ اس سلوک کے حقدار نہیں بلکہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے جہاد اور ان کی مخالفت کا حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا ایسے بدعمل یا بدعقیدہ مولویوں سے قلمی ولسانی جہاد یا دل سے ان کو برا جاننا عین منشائے رسالت ہے۔ بعض لوگ جو مطلق ہر مولوی کی موافقت کی تعلیم دیتے ہیں یہ سراسر حدیث پاک کے خلاف اور منافقانہ چال ہے۔

سفیان ثوری کی نماز: ایک دن حضرت خواجہ سفیان ثوری قدس سرہ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب سورۂ فاتحہ کی اس آیت پر پہنچے **ایاک نعبد و ایاک نستعین** (تجھی کو ہم پوجتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں) روتے روتے بے ہوش ہو گئے، جب ہوش میں آئے تو لوگوں نے حال دریافت کیا، فرمایا اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ اگر غیب سے ندا ہووے جھوٹے خاموش کیا ہماری ہی سرکار تجھے جھوٹ بولنے کو رہ گئی، رات دن رزق کی تلاش میں گلی گلی پھرتا ہے اور بیماری کے وقت طبیبوں سے التجا کرتا ہے، اور ہم سے کہتا ہے، میں تجھی کو پوجتا ہوں اور تجھی سے مدد چاہتا ہوں۔ تو میں اس بات کا کیا جواب دوں گا۔ (الکلام الاوضح ۳۰۷)

حضرت شقیق اسدی کا خوف الٰہی: حضرت ابو وائل شقیق بن ابی سلمہ اسدی ایک بلند رتبہ تابعی اور محدث ہیں۔ آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پاک پایا مگر شرف ملاقات نہ حاصل کر سکے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص شاگردوں میں ہیں۔

آپ پر خوف الٰہی کا بہت غلبہ تھا، حرم کعبہ میں فرماتے تھے کہ میں اپنے ان قدموں سے کس طرح کعبہ کا طواف کروں! ہائے مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ جو قدم گناہ کی طرف چل چکے ہوں ان کو خدا تعالیٰ کے مقدس گھر کے پاس کس طرح رکھوں۔ یہ کہتے جاتے اور زار و زار روتے تھے۔ آپ کے سامنے کوئی اللہ تعالیٰ کے قہر و جلال کا تذکرہ کر دیتا تو آپ مرغِ بسمل کی طرح زمین پر تڑپتے تھے۔

ایک مرتبہ کسی نے آپ کے سامنے کہہ دیا کہ فلاں آدمی بڑا متقی ہے تو آپ نے فرمایا کہ چپ رہو! تم نے کسی متقی کو دیکھا بھی ہے؟ اے نادان! متقی کہلانے کا حقدار وہ شخص ہے کہ اس کے سامنے جہنم کا ذکر کر دیا جائے تو خوف الٰہی سے اس کے بدن سے روح پرواز کر جائے۔ آپ نے ۸۲ یا ۹۹ھ میں وفات پائی (اولیاء رجال الحدیث ۱۷۱، بحوالہ اکمال الطبقات، تہذیب)

زکوٰۃ اوراس کے ضروری مسائل

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی قدس سرہ الہادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زکوٰۃ اسلام کا چوتھا رکن ہے جس مسلمان کا مال حد نصاب تک پہنچ جائے، اس پر فرض ہے جو (صاحب نصاب ہونے کے باوجود) زکوٰۃ ادا نہ کرے سخت گنہگار ہے اور (جو مسلمان کہلا کر بھی) اس کی فرضیت کا انکار کرتا ہے دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے زکوٰۃ کی ادائیگی میں دیر کرنا بھی گناہ ہے۔

زکوٰۃ کا لغوی معنی ہے کانٹ چھانٹ کرنا، بڑھنا، بڑھانا، پاک کرنا یا ہونا، شرعی معنی کے اعتبار سے مال نصاب کی حد تک پہنچ کر سال بھر تک رہے تو اس کا چالیسواں حصہ خدا کے نام پر دینا زکوٰۃ ہے۔ لغوی اور شرعی معنوں کا تعلق یہ ہے کہ جس طرح زائد شاخوں کی کانٹ چھانٹ کرنے سے درخت کی خوبصورتی ونشو ونما میں ترقی ہوتی ہے یونہی زکوٰۃ دینے سے مال پاک بھی ہوتا ہے بابرکت بھی کتاب وسنت میں اس کی بہت زیادہ عظمت واہمیت مذکور ہے یہاں بغرض تبرک ایک دو حوالے حاضر خدمت ہے۔

آیات پاک (۱) جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں انھیں خرچ نہیں کرتے اے محبوب! صلی اللہ علیہ والہ وسلم انھیں دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے (۲) اس (قیامت کے دن) یہ سونا چاندی آتش جہنم میں تپا کر ان کے ماتھوں، پیٹھوں اور کروٹوں پر داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) یہ وہ (مال) ہے جسے تم جمع کرتے تھے، سواب چکھو مزا اس کا جو سنبھال کر رکھا کرتے تھے (سورۃ التوبہ)

چند احادیث شریفہ:

۱۔ خشکی اور تری میں جو مال تلف ہوتا ہے، وہ زکوٰۃ نہ دینے ہوتا ہے (طبرانی)

۲۔ اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو (بزار)

۳۔ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے، اس پر لازم ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے (طبرانی)

۴۔ زیور کی زکوٰۃ نہ دینے سے وہ زیور قیامت کے دن آگ کے کنگن بن جائیں گے (ترمذی)

چند ضروری مسائل:

۱۔ حاجت اصلیہ کی اشیاء (یعنی جو چیزیں اصل ضرورت کی ہیں)، مثلاً پہننے اوڑھنے اور بچھانے کے کپڑے، خانہ داری کا سامان (فریج، ائیر کنڈیشن وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں) سواری کے جانور یا دوسری چیزیں، لوہار، ترکھان وغیرہ کاریگروں کے اوزار و آلات، کارخانے کی مشینری، حکیم ڈاکٹری کی طبی کتابیں اور ایکسرے جراحی وغیرہ کی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں (البتہ جو مشینری تجارت کے لئے بنائی جاتی ہے اور خام مال جو کارخانے میں موجود ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے)۔

۲۔ مکانات، زمین، موتی، ہیرے جواہرات وغیرہ پر بھی زکوٰۃ نہیں، بشرطیکہ انھیں تجارت کی نیت سے نہ رکھا جائے۔

۳۔ آلات پر زکوٰۃ نہیں مگر ان کا کرایہ حد نصاب تک پہنچ جائے تو زکوٰۃ ہے۔

۴۔ سونے چاندی کے زیورات یا برتن یا ان سے بنی ہوئی دیگر اشیاء تجارت کے لئے ہوں یا نہ ہوں سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔

۵۔ وہ قرضہ جس کے ملنے کی امید ہے، اس کی زکوٰۃ بھی دی جائے گی۔

۶۔ نصاب کا مالک ہے مگر سر پر قرضہ بھی ہے اور قرضہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتا تو زکوٰۃ واجب ہے۔

۷۔ زرعی زمین خواہ کتنی ہی مالیت کی ہو، اس کی زکوٰۃ نہیں البتہ پیداوار پر مختلف صوروں میں عشر (۱۰واں حصہ) یا نصف عشر (بیسواں حصہ) واجب ہے۔

۸۔ نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

۹۔ جنوں (پاگل پن) سارا سال ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں، ہاں اگر سال کے آخری حصے میں افاقہ ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے (عالمگیری وغیرہ)

۱۰۔ جو عورتیں نصاب کی حد تک سونے چاندی کے زیورات یا مال تجارت یا نقد رقم کی مالک ہیں اگر چہ بیوہ ہوں ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

۱۱۔ شوہر پر لازم نہیں کہ اپنی بیوی کے مال کی زکوٰۃ ادا کرے

۱۲۔ زکوٰۃ دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت ضروری ہے، اگر یونہی خیرات کی نیت سے دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔

۱۳۔ سال پورا ہونے سے پہلے زکوٰۃ کی نیت سے تھوڑا تھوڑا دیتا رہے تو جائز ہے (اور سال پورا ہونے پر حساب کر لے۔)

۱۴۔ رشتہ دار اگر مستحق ہوں تو انھیں زکوٰۃ دینا بہتر ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔

اے امت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم! مجھے اس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، اللہ تعالیٰ اس شخص کا صدقہ قبول نہیں فرماتا جس کی رشتہ دار تو اس کے حسن سلوک کے محتاج ہوں اور وہ دوسروں کو دیتا پھرے، قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔

اس سے واضح ہوا کہ زکوٰۃ و خیرات اپنے مستحق عزیزوں اور رشتہ داروں کو دینا افضل ہے نفلی صدقات تو ہر رشتہ دار کو دیئے جا سکتے ہیں۔ البتہ زکوٰۃ، فطرانہ اور واجب صدقات اپنے اصول (یعنی وہ رشتہ دار کہ زکوٰۃ دینے والا ان کی اولاد میں سے ہو، مثلاً بیٹا، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی وغیرہ) کو نہیں دے سکتا، ہاں بہن، بھائی، اوران کی اولاد، چچا، پھوپھی، اوران کی اولاد، ماموں، خالہ اوران کی اولاد وغیر کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ محتاج ہوں۔

۱۵۔ بنی ہاشم کوزکوٰۃ یا صدقات واجبہ (مثلاً فطرانہ) نہیں دے سکتے، نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو، بنی ہاشم سے مراد حضرات علی، جعفر عقیل، عباس اور حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی اولاد ہے

۱۶۔ نصاب (یعنی مال کی کم سے کم مقدار جس پر زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہوتا ہے)

سونے کا نصاب ۲۰ مثقال یعنی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساڑھے سات تولہ

چاندی کا نصاب ۵ اوقیہ یعنی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساڑھے باون تولہ

ساڑھے سات تولہ سونے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برار نقد رقم یا مال تجارت اگر اس نصاب پر پورا سال گزرجائے تو اس کا چالیسواں حصہ یا اس کی قیمت یا اس قیمت کے کپڑے یا کوئی اور چیز زکوٰۃ کے طور پر دینا جائز ہے۔

۱۷۔ کسی کے پاس سونا یا چاندی نصاب کی حد تک نہیں پہنچتے تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں، نصاب بن جائے تو بہتر ورنہ زکوٰۃ نہیں۔ اگر سونا چاندی کے علاوہ نقد رقم ہو تو تینوں کو ملا کر دیکھا جائے کہ نصاب بنتا ہے کہ نہیں بنے تو زکوٰۃ ضروری ورنہ نہیں (باقی تفصیلات کے لیئے بہار شریعت یا رکن دین وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں)

زکوٰۃ کا مہینہ: یوں تو اسلام نے زکوٰۃ کے لیے کوئی خاص مہینہ مقرر نہیں فرمایا، بلکہ اس سلسلے میں سیدھا سادہ حکم یہی ہے کہ جب مال نصاب پر سال گزرجائے تو زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے پھر بھی نجانے کیوں، ہمارے ہاں رجب المرجب کو زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے معاشی نظام کی گویا جان ہے۔ امیروں کو یہ سمجھانا کہ تمہارے مال میں فقیروں محتاجوں کا حصہ بھی ہے (**وفی اموالکم حق للسائل والمحروم القرآن**) ایک انقلابی اقدام تھا، اب اگر کوئی امیر کسی محتاج کو زکوٰۃ دے تو اس پر اپنا احسان نہ سمجھے بلکہ یہ تصور کرے کہ اس کا اپنا حق اسے دے رہا ہے یہ تھا ایک طریقہ جس سے اسلام نے معاشرے کی اونچ نیچ ختم کر کے اسے اخوت ومساوات کے رنگ میں رنگ دیا۔ عوامی تصور کے مطابق ہم نے اس شمارے میں زکوٰۃ کے ضروری مسائل درج کر دیئے ہیں۔

ماہ رجب کی فضیلت

مکاشفۃ القلوب میں ہے بزرگان دین علیہم الرحمہ فرماتے ہیں رجب میں تین حروف ہیں ر، ج، ب،۔ ر سے مراد رحمت الٰہی، ج سے مراد بندے کا جرم، ب سے مراد بر یعنی احسان وبھلائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے جرم کو میری رحمت اور بھلائی کے درمیان کر دو۔

غنیۃ الطالبین میں ہے اس ماہ کو شہر رجم بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں شیطانوں کو رجم یعنی سنگ بار کیا جاتا ہے۔ تا کہ وہ مسلمانوں کو ایذا نہ دیں۔ اس ماہ کو اصم (یعنی خوب بہرا) بھی کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے گزشتہ امتوں کو ہر مہینے میں عذاب دیا اور اس ماہ میں کسی قوم کو عذاب نہ دیا۔

مجھے سائنسی نظریات پر اعتماد کیوں نہیں؟

جناب علامہ فاروق مدنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (سورہ بقرہ: 164)

ترجمہ: بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات ودن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جلا دیا اور زمی میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں۔محترم قارئین کرام! دنیا میں بہت ساری ایسی اشیاء ہیں جن میں ہم باآسانی غور وفکر کر کے خدا کی قدرت کے کرشمے دیکھ سکتے ہیں، نیز ان اشیاء کی بناوٹ اور ان کے جاری رہنے کا نظام خدا عزوجل کے وجود اور اس کی وحدانیت پر بھاری دلیلیں اور بہت بڑی نشانیاں ہیں، ہم صرف آسمان کی بناوٹ کی طرف دیکھیں کہ یہ کتنا بڑا ہے، اس کو بنانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں پھر دن اور رات کے بدلنے کو دیکھیں تو انسان ہزار کوششیں کر لے مگر اس کو نہ کبھی روک پایا ہے نہ کبھی روک پائے گا، ان کے چلنے میں جو ترتیب رکھی گئی ہے آج تک کوئی اسے تبدیل نہیں کر پایا۔موجودہ سائنس نے بہت ترقی کر لی ہے مگر وہ بھی اس نظام کو تبدیل کرنے اور اسے اپنی مرضی کے مطابق چلانے سے عاجز ہے، کیونکہ یہ سب خدا کی وحدانیت پر عظیم نشانیاں ہیں اور ان ہی نشانیوں کو ہم بطور دلیل پیش کر کے غیر مسلموں کو دعوت ایمان دے سکتے ہیں اور ان کو اسلام کی صداقت کا یقین دلا سکتے ہیں کہ ان سب کا بنانے والا اور ان کو بالترتیب چلانے والا کوئی ہے اور وہ ایک ذات رب ذوالجلال کی ہے، وہ ہی ہے جو دن کو رات اور رات کو دن بناتا ہے، وہ ہی ہے جو بارش برساتا ہے، وہ ہی ہے جو زمین سے طرح طرح کے میوے اگاتا ہے، وہ ہی ہے جو پیدا بھی کرتا ہے اور موت بھی دیتا ہے، وہ سب سے بڑا ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، پوری کائنات کو بنانے والا بھی وہ ہی ہے اور وہ ہی قیامت قائم کر کے سب کو فنا کرے گا پھر دوبارہ زندہ بھی وہ ہی کرے گا۔

مگر افسوس! مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج ہم میں وہ قابلیت ہی نہیں رہی کہ ہم اس نظام کائنات کو دلیل بنا کر غیر مسلموں کو قائل کرسکیں، ان کے سامنے اسلام کی سچائی کو بیان کرسکیں، دنیا کی بناوٹ، بارش کا برسنا، زمین سے نباتات کا پیدا ہونا، دن اور رات کا تبدیل ہونا، وغیرہ وغیرہ یہ سب ہمارے دلائل تھے اور ہیں، مگر آج ہم ان تمام کو سمجھنے کے لیے غیروں ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں

۔جدید سائنس ہمیں جو دکھاتی ہے ہم تقریباً اسی کو سب کچھ سمجھ کر، اسی پر بھروسہ کر لیتے ہیں، یہ معلوم کرنے کی زحمت نہیں کرتے کہ وہ اس میں کس حد تک صحیح ہیں؟ اور کس حد تک صحیح نہیں؟ لیکن یہ بات تو یقینی ہے کہ وہ کبھی بھی اسلام اور نظریات اسلام سے راضی نہیں ہو سکتے۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصَارٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ (سورہ البقرہ:120)

ترجمہ: اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے پیش کردہ نظریات اور بیان کی ہوئی تھیوریز میں سے کئی باتیں اسلامی عقائد سے ٹکراتی ہیں اور کبھی اسلامی نظریات کے بالکل خلاف ہوتی ہیں۔ غیر مسلموں کے سائنسی نظریا تغیر مسلم سائنس دانوں نے ایسے بہت سارے نظریات اور تھیوریاں پیش کی ہیں جو اسلامی نظریات کے خلاف ہیں ان میں سے چند بطور مثال پیش کرتا ہوں: 1۔انسان پہلے بندر تھا پھر بندر سے انسان بنا۔ 2۔ کائنات خود بخود وجود میں آئی ہے۔ 3۔ دنیا سورج کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ وغیرہ وغیرہ اس طرح کی اور بھی بہت ساری مثالیں دی جا سکتی ہیں، مگر میں ایک بہت اہم بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ایک بہت ہی اہم بات موجودہ زمانے سے پہلے مسلمانوں نے ان سائنسی نظریات کا تعاقب بھی کیا اور ان کے رد میں کتابیں بھی لکھی، اور مسلمانوں میں بڑے بڑے سائنس دان بھی پیدا ہوئے جن میں سے کچھ کے نام ہم کتابوں میں بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن آج کے دور میں شاید ہم نے سائنسی نظریات کو بلکل حرف آخر سمجھ لیا ہے اور اس پر گویا کہ مکمل اعتماد کر بیٹھے ہیں۔ ان کے رد میں تحریر کرنا تو درکنار ان نظریات کے خلاف سوچتے تک نہیں کہ یہ جو سائنس ہمیں بتا رہی ہے یہ بات غلط بھی ہو سکتی ہے، یہ ان کی من گھڑت بھی ہو سکتی ہے، لیکن ہم میں اکثر شاید یہ ہی سوچتے ہیں کہ جدید سائنس ہمارے سامنے جو تحقیق پیش کرتی ہے وہی درست ہے۔ اور جب ہمارے سامنے سائنسی تھیوری کے مدمقابل کوئی اسلامی نظریہ آتا ہے تو ہم سائنسی نظریہ کا رد کرنے کے بجائے اسلامی نظریہ میں کوئی تاویل نکالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کہیں جا کہ ہمارا یہ اسلامی نظریہ سائنسی نظریہ کے مطابق ہو جائے۔ اگر آپ کو لگتا ہے کہ ہم ایسا نہیں کرتے تو لیجئے میں ایک مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں:

ایک تلخ حقیقت دنیا کے متعلق سائنس کی پیش کردہ تھیوری کیا ہے؟ کہ دنیا کیسی ہے؟۔ سائنس کہتی ہے کہ دنیا ایک گولے کی طرح ہے اور ہم میں سے اکثر اس بات پر یقین بھی کرتے ہیں۔ اب ذرا بتائیں کہ اس گولے پر پائے جانے والے ممالک اور ان ممالک میں رہنے والے لوگ اس پر کیسے کھڑے ہونگے؟ تمام مخالف سمت میں پائے جانے والے ممالک کے لوگ ایک دوسرے کی مخالف سمت میں ہوں گے۔ ذرا اس تصویر پر نظر کریں: اسلامی نظریہ اسلامی نظریہ ہے کہ جنت آسمانوں کے اوپر ہے اور جہنم زمین کے نیچے۔ سوال؟ میرا آپ سے سوال ہے کہ یہاں اسلامی نظریہ اور سائنسی تھیوری دونوں آمنے سامنے آ گئے یا نہیں؟۔ اگر دنیا اس طرح ہے تو جنت کے آسمانوں کے اوپر اور جہنم کے زمین کے نیچے ہونے کا کیا تصور ہوگا؟ ذرا اس ڈزائن کی طرف توجہ کریں: فرض کریں پاکستان اوپر کی طرف ہو جہاں (P) لکھا ہے اور امریکہ بالکل نیچے جہاں (A) لکھا ہے تو پاکستان میں رہنے والوں کا سر اوپر کی طرف ہے اور امریکہ میں رہنے والوں کا سر نیچے کی طرف، تو بتائیں جنت کس کے سر کے اوپر ہوگی؟ اور باقی سمت میں رہنے والوں کے کس سمت پر جنت اور دوزخ ہوگی؟؟

آپ کیا سوچ رہے ہیں؟؟ کہیں آپ یہ تو نہیں سوچ رہے کہ دنیا کے چاروں طرف آسمان ہے اور جہنم اس گولے کے بالکل اندر؟ اگر آپ واقعی کچھ اس ہی طرح سوچ رہے ہیں تو مجھے بتائیں کہ آپ اسلامی نظریہ میں تو تاویل کی طرف گئے مگر سائنسی نظریہ کو کچھ بھی نہیں کہا کہ ہوسکتا ہے کہ سائنس کی پیش کردہ یہ تھیوری ہی غلط ہو اور دنیا اس طرح ہو ہی نہیں۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو سائنس کی اس تھیوری کو قبول نہیں کرتے اور وہ زمین کو اس صورت میں نہیں مانتے۔ اس طرح اور بھی بہت ساری مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ لمحہ فکریہ!! میں آپ کو غلط نہیں کہہ رہا بس توجہ دلا رہا ہوں کہ یہ سائنسی نظریات ہمارے ذہنوں پر کس قدر چھائے ہوئے ہیں، گویا کہ ہم اپنی مرضی سے سوچ بھی نہیں سکتے، بس وہ ہی سوچتے ہیں جو ہمیں دیکھایا جاتا ہے۔ ہماری سوچ کو ایک اعتبار سے قدرسا کر دیا گیا ہے اور یہ ایک سوچی سمجھی پلاننگ کے تحت کیا جارہا ہے۔ ہم ہیں کہ حقیقت کو دیکھنے کے لئے تیار ہی نہیں۔ میرا آپ سے بس اتنا مطالبہ ہے کہ ذرا سائنس کے دئے ہوئے نظریات سے ہٹ کر بھی سوچنا شروع کریں۔ ان شاء اللہ بہت سے حقائق آپ پر واضح ہونا شروع ہوجائیں گے اور پھر ہم میں بھی ایسے افراد پیدا ہوں گے جو غیروں کے محتاج نہیں ہوں گے، مسلمانوں کو اللہ تعالی نے بہت کچھ دیا ہے۔ اگر ہم نے آج سے یہ کام شروع کر دیا تو ان شاء اللہ بہت جلد ہم اس قابل ہوجائیں گے کہ پھر یہ غیر مسلم سائنس دان ہمارے سامنے کشکول لئے نظر آئیں گے اور اگر ہم نے اس طرف کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی اور ان سائنسی نظریات پر ہی بھروسہ کرتے رہے اور ان سے ہٹ کر کچھ سوچنا مناسب نہ سمجھا تو جو نقصانات ہوسکتے ہیں ان پر بھی ذرا نظر ڈال لیں۔

نقصانات:

1۔ ہم خدا کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر عقلی دلائل قائم کرنے میں کمزور سے کمزور ہوتے چلے جائیں گے۔

2۔ جو بھی آفتیں یعنی زلزلہ، طوفان، سیلاب وغیرہ آتے ہیں ان کے آنے پر بھی دل میں خدا کا خوف نہیں بیٹھے گا بلکہ ذہن اس کی لوجک کی طرف ہی جائے گا اور ہم توبہ واستغفار سے محروم ہوجائیں گے۔

3۔ مادہ پرستی کی آفت عام ہوجائے گی۔

4۔ ہمارے نظریات اسلامی نظریات کے مخالف ہوتے چلے جائیں گے اور ہمیں شعور تک نہیں ہوگا۔

5۔ لادینیت پھیلتی جائے گی۔

6۔ الحاد زور پکڑے گا۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان نقصانات سے بچائے اور اس مکر وفریب کا مقابلہ کرنے کے لیئے ہماری غیب سے مدد فرمائے۔ وہ ہی حقیقی مدد کرنے والا اور بہتر راہ دکھانے والا ہے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اظہار تعزیت برائے والدہ محترمہ ڈاکٹر مجید اللہ صاحب

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آہ! ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی والدہ ماجدہ بھی اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔۔۔

قدرت خداوندی کے تحت حیات وممات کا سلسلہ نہایت تیزی سے جاری وساری ہے۔ جو بھی اس دنیا آب وگل میں قدم رکھتا ہے وہ اپنے مقررہ وقت کے مطابق اپنے حصے کا کام کر کے یہاں سے عالم جاودانی کی جانب کوچ ضرور کرتا ہے۔ جب یہاں انسان اس دار فانی میں آتا ہے تو اس وقت اس کے عزیز واقارب کی خوشی ایک فطرتی عمل ہے لیکن انسان جب یہاں سے کوچ کرتا ہے اور سفر آخرت اختیار کرتا ہے تو اس وقت ہمارا ماحول سوگوار ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ایک فطرتی عمل ہے۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے سرپرستوں میں جناب شیخ حمید اللہ حشمتی کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہایت نمایاں ہے۔ آپ شیر بیشہ اہل سنت علامہ محمد حشمت علی خان لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید صادق تھے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ بھی نہایت پارسا اور متقی خاتون تھیں۔ دونوں میاں بیوی دم آخریں تک فکر رضا کے امین رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈاکٹر مجید اللہ قادری جیسا نیک اور صالح فرزند عطا فرمایا۔ جس نے اپنی ساری زندگی کار رضا میں گزار دی۔ انہوں نے اپنے والد گرامی کی خواہش پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا، یہی نہیں رضویات کے حوالے آپ نے بیسیوں مقالات ومضامین اور کتابیں لکھیں۔ آپ کو نامور مشائخ عظام سے باقاعدہ اجازت وخلافت بھی حاصل ہے۔ آپ کے گھر کا ماحول ایک خانقاہ کا منظر پیش کر رہا ہے۔ اور اسے آپ نے "خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ" کا نام دیا ہوا ہے۔ یہاں درود وسلام کی محافل ہوتی ہیں۔۔ آپ اس وقت ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے مرکزی صدر کے عہدے پر فائز ہیں۔ اور فروغ افکار رضا میں منہمک ہیں۔

کل شام 20 / جمادی الاخری 1443ھ / 24 / جنوری 2022ء بروز پیر کو یہ نہایت روح فرسا خبر گردش کرتے ہوئے سامنے آئی کہ وہ عظیم ماں ہم سے رخصت ہوگئی ہے جس نے دنیائے رضویات کو مجید اللہ قادری جیسا نیک اور فعال فرزند جلیل عطا فرمایا تھا۔ یہ اس عظیم ماں کی تعلیم وتربیت ہی کا ثمرہ شیریں ہے کہ ان کا بیٹا جہاد بالقلم کے محاذ پر نمایاں طور پر مصروف ہے۔ جس موضوع پر بھی قلم اٹھاتا ہے اس کا حق ادا کر دیتا ہے۔ ابھی اس نے تصنیفات رضا کا نہایت عرق ریزی سے مطالعہ کر کے ایک نہایت ایمان افروز "مجموعہ درود رضویہ" کتابی صورت میں سامنے لایا ہے۔ یقیناً یہ سب کام ایک سعادت مند بیٹے کی جانب سے اس عظیم ماں کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری سے راقم کے نہایت دیرینہ تعلقات ہیں۔ 2015؟ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے زیر اہتمام امام احمد رضا کانفرنس کے موقع پر جب فقیر مقالہ نگار کی حیثیت کراچی گیا۔ تو آپ نے اس ناچیز ہیچمدان کو اپنے گھر "خانقاہ قادریہ رضویہ مجیدیہ" میں بھی آنے کی دعوت دی۔ آپ نے نہایت پر تکلف دعوت کر ڈالی اور اپنے والدین کی داستان مہر ووفا بھی میرے سامنے رکھ دے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جو کچھ ہوں یہ سب میرے والدین کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ ہے۔ رضویات پر جب بھی کوئی نئی کتاب شائع ہوتی تو بلا طلب ہی میرے والدین خرید کر میرے سامنے رکھ دیتے۔ اللہ اللہ ایسے عظیم والدین کا سایہ جب اٹھتا ہے تو پھر یقیناً اولاد کچھ عرصے تک سکتہ ہی میں چلی جاتی ہے۔۔ پہلے آپ کے والد گرامی نے انہیں داغ مفارقت دیا اور اب ان کی نہایت ہی مشفق اور مہربان ماں نے بھی رخت سفر باندھ کر عالم آخرت کی راہ لی ہے۔

ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا حلقہ اثر بہت وسیع ہے جہاں جہاں بھی آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات حسرت آیات کی خبر وحشت اثر پہنچی ہے وہاں کا ماحول سوگوار ہو کر رہ گیا ہے۔ بے اختیار ان کی مغفرت کے لیے ہاتھ اٹھ گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمارے ممدوح کی والدہ ماجدہ کی مغفرت فرما کر ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل اور صبر جمیل پر اجر جزیل عطا فرمائے اور ہم سب کا بھی خاتمہ بالخیر فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلماملتہ اجمعین۔

مسائل دینیہ

علامہ مفتی شاہد اقبال آسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال: صحابی کسے کہتے ہیں صحابہ کرام کی عظمت وشان کے بارے میں قرآن وحدیث سے کچھ دلائل بیان کریں

جواب: صحابی اس مسلمان کو کہتے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری دی اور ایمان کے ساتھ دنیا سے گیا۔ سب صحابی اہل خیر وصلاح ہیں اور عادل وثقہ ہیں۔ جب کسی صحابی کا ذکر ہو تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔

صحابی کے مرتبے کو اب کوئی نہیں پا سکتا۔ دنیا بھر کے اولیاء، اقطاب، ابدال، غوث وقطب صحابی کے درجہ ومقام کو نہیں پا سکتے۔ ان کے معاملے میں کسی کی بے ادبی روا نہیں رکھنی چاہئے کیونکہ ان لوگوں کو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ صحبت نے پاک کر دیا تھا۔ ان کے فضائل ومناقب اور درجات میں اکثر آیات قرآنی اور احادیث نبوی ہیں۔ چند بطور دلائل پیش خدمت ہیں۔

اللہ کریم قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم و رضوا عنه اعد لهم جنات تجرى تحتها الانهار خالدين فيها ابداً ذالک الفوز العظيم (سورہ توبہ:۱۰۰)

ترجمہ: اور پہلے پہل کرنے والے ایمان میں مہاجرین مکہ یا انصار مدینہ سے اور وہ لوگ جنہوں نے ان کی پیروی کی اچھی طرح اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہیں اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

قرآن مقدس میں ایک اور مقام پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ایمان وایقان کو معیار قرار دیتے ہوئے ان کے بے ادب و گستاخ گروہ پر اس طرح اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اظہار کیا گیا ہے:

واذا قيل لهم امنوا كما امن الناس قالوا انومن كما امن السفهاء الا انهم هم السفهاء ولكن لا يعلمون (سورہ بقرہ:۱۳)

ترجمہ: جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ صحابہ کرام کی طرح تو وہ (منافق) کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں سنتا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

فان آمنوا بمثل مآ آمنتم به فقداهتدوا (سورہ بقرہ:۱۳۷)

ترجمہ: پھر اگر وہ ایمان لے آئیں (اے صحابہ) تمہارے ایمان کی طرح پھر تو وہ ہدایت پا گئے۔

صحابہ کرام کے ایمان وایقان کی عظمت کا ذکر اللہ کریم ان الفاظ میں فرماتا ہے:

ولٰكن اللـه حبب اليكم الايمان وزينه فى قلوبكم و كره اليكم الكفر والفسوق والعصيان اولٰئک هم

الراشدون فضلاً من الله و نعمة والله علیم حکیم۔(سورحجرات:۷،۸)

ترجمہ: اے محبوب کے صحابہ! اللہ نے تمہیں ایمان بہت پیارا کر دیا ہے اور ایمان کو تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور تمہارے (دلوں) میں کفر، نافرمانی اور برائی سے بہت زیادہ نفرت ڈال دی ہے یہی صحابہ ہدایت والے اور (صراط مستقیم پر چلنے والے ہیں) ان پر اللہ کا فضل اور احسان ہے اللہ علم وحکمت والا ہے۔

تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ فرمایا گیا اس کا ذکر قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ میں فرمایا گیا:

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا وکلاوعد الله الحسنیٰ والله بما تعملون خبیر (سورہ حدید:۱۰)

ترجمہ: جو صحابہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اپنا مال بھی خرچ کیا جہاد بھی کیا وہ مرتبے میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا ان سب (صحابہ) سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

الحسنٰی سے مراد جنت ہے اس پر تمام شیعہ، سنی تفاسیر متفق ہیں۔ اہل تشیع کے امام، اپنی تفسیر مجمع البیان جلد پنجم ص ۲۳۲ پر الحسنٰی کی تفسیر ای الجنة والثواب فیھا سے کر رہے ہیں۔ فتح اللہ کاشانی نے تفسیر منہاج الصادقین میں بھی یہی تفسیر کی ہے قرآن پاک میں سورہ انبیاء آیت ۱۰۱ اس کی مزید وضاحت کر رہی ہے:

ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنھا مبعدون۔

ترجمہ: بے شک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ حسنٰی ہو چکا ہے وہ جہنم سے بہت دور رکھے جائیں گے۔

اس میں ایمان والوں کے لئے بشارت ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ آیت کریمہ پڑھ کر فرمایا میں انہیں میں سے ہوں اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف (تفسیر خزائن العرفان)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ شان صحابہ کرام ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے:

والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل الله اولئک یرجون رحمت الله والله غفور رحیم۔(سورہ بقرہ:۲۱۸)

ترجمہ: محبوب کے صحابہ جنہوں نے ایمان لانے کے بعد راہ خدا میں ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ اللہ کی رحمت ہی کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ کریم قرآن پاک میں ایک اور مقام پر عظمت وشان صحابہ کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرماتا ہے:

ترجمہ: محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے (سچے) رسول ہیں آپ کے صحابہ کرام کافروں پر بڑے سخت ہیں ایمان والوں کے ساتھ بڑی مہربانی کرنے والے تو دیکھئے گا کہ محبوب کے تمام صحابہ رکوع اور سجدہ کرنے والے اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طالب ہیں اور ان کا خاص نشان خدا کے حضور بہت زیادہ سجدے کرنے کی وجہ سے ان کے چہرے کا نور ہوگا (جو اس دنیا میں بھی ظاہر ہوگا اور قیامت کو بھی ان کے چہرے بالخصوص سجدوں کے چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ تاباں ہوں گے) اور صحابہ کرام کی ان صفات حمیدہ کا ذکر تورات اور انجیل میں بھی موجود ہے جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر وہ موٹی ہوگئی۔ پھر وہ مضبوطی کے ساتھ اپنی جڑ پر سیدھی کھڑی ہوگئی۔ بہت پیاری لگتی ہے کسانوں کو تا کہ ان سے کافروں کے دل جلیں اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ایمان اور اچھے کاموں

والے ہیں بخشش اور ثواب کا۔"

یہ مثال ابتدائے اسلام اور اس کی ترقی کی بیان فرمائی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تنہا تھے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کے مخلصین اصحاب سے تقویت دی۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کی مثال انجیل میں یہ لکھی ہے کہ ایک قوم کھیتی کی طرح پیدا ہوگی وہ نیکیوں کا حکم کریں گے بدیوں سے منع کریں گے۔ کہا گیا ہے کھیتی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اسکی شاخیں اصحاب اور مومنین صحابہ سب کے سب صاحب ایمان وعمل صالح ہیں اس لئے وعدہ سبھی سے ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم (مشکوٰۃ شریف ۵۵۴، نسائی)

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے تمام صحابہ کی عزت کرتے رہنا کیونکہ وہ تم سب میں سے بہتر ہوں گے پھر وہ لوگ اس امت میں بہتر ہیں جو ان کے بعد والے ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد والے ہیں۔۔

دوسرے مقام پر صحابی کی عظمت بیان فرماتے ہوئے فرمایا صحابہ کے زائر پر آگ مس نہیں کرے گی۔ حضرت جابر راوی ہیں **قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم لا تمس النار مسلماً رآنی او رای من رانی** ۔سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آگ اس مسلمان کو چھوئے گی نہیں جس نے میرا دیدار کر لیا (صحابی) اور نہ اس شخص کو آگ چھو سکتی ہے جس نے ایمان کے ساتھ میرے کسی صحابی کی زیارت کر لی (اور مرتے دم تک وہ صحابہ کی محبت اور اطاعت پر قائم رہا۔) (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۴)

حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے

قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضاً بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فبغضبی ابغضهم ومن اذاهم فقداذانی ومن اذانی فقد اذی الله ومن اذی الله فیوشک انیاخذه (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، صحیح ابن حبان، مسند احمد ابونعیم فی الحلیۃ، بیہقی فی الشعب، والخطیب فی تاریخ بغداد)

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملے میں میرے بعد انہیں تنقید کا نشانہ نہ بنانا جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا، جو ان سے بغض رکھے وہ میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا۔ جس نے انہیں ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ کو ایذا پہنچائی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ وہ اسے اپنی گرفت میں لے لے۔

حضرت عویم بن ساعدہ سے روایت ہے:

ان رسول الله قال ان الله عزوجل اختارنی واختارلی اصحاباً، فجعل لی منهم وزراء وانصاراً اصهاراً فمن سبهم فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین، لا یقبل الله منه یوم القیامة لا صرفاً ولا عدلاً (المعجم الاوسط للطبرانی، معجم الکبیر۔ المستدرک علی الصحیحین، حلیۃ الاولیاء)

ترجمہ: حضرت عویم بن ساعدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تبارک تعالیٰ نے

مجھے چن لیا اور میرے لئے اصحاب کو چن لیا، پس ان میں بعض کو میرے وزیر اور میرے مددگار اور میرا اسرالی بنادیا۔ پس جو شخص ان کو برا کہتا ہے ان پر اللہ کی لعنت، فرشتوں اور سارے انسانوں کی لعنت قیامت کے دن نہ ان کا کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ ہی نفل۔

فانه يجيء قوم في اخر الزمان يسبونهم فلا تصلوا عليهم ولا تصلوا معهم ولا تنالحوهم ولا تجالسوهم وان مرضوا فلا تعودوهم (کتاب الشفاء)

ترجمہ: اخیر زمانہ میں ایک قوم ایسی ہوگی جو میرے صحابہ کو برا کہے گی گالیاں دے گی۔ تم ان کا جنازہ نہ پڑھنا اور نہ ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا اور نہ ہی ان سے نکاح کرنا اور نہ ان کے ساتھ بیٹھنا اور اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت، بیمار پرسی نہ کرنا۔

اس حدیث پاک میں صحابہ کرام کے گستاخوں، بے ادبوں کی عیادت بیمار پرسی کرنے اور ان کی نماز جنازہ پڑھنے بلکہ ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ بڑے سے بڑا گناہ گار مسلمان اگر بیمار ہو جائے تو اسکی تیمارداری کرنے کی نہ صرف اجازت بلکہ ثواب ہے۔ اسی طرح ہر بڑے سے بڑے گناہ گار مسلمان کا جنازہ بھی پڑھا جائے گا اسے مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے لیکن سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے گستاخوں کے لئے ان تمام باتوں سے منع فرمادیا۔

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی جہاں ہوگا برکات ہی برکات ہوں گی۔

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ایک ایسا وقت آئے گا لوگ فوج در فوج جہاد کریں گے ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابی ہے جواب ملے گا ہاں ہیں ان کو صحابہ کی برکت سے فتح عطا کر دی جائے گی۔ پھر ایسا وقت آئے گا پوچھا جائے گا صحابی کی زیارت کرنے والا تابعی ہے جواب دیا جائے گا ہاں۔ تابعی کی برکت سے فتح عطا کر دی جائے گی۔ پھر پوچھا جائے گا صحب صاحب اصحاب النبی تبع تابعین میں سے کوئی ہے۔ جواب دیا جائے گا ہاں، تو تبع تابعین کی برکت سے فتح عطا کر دی جائے گی۔'' (صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوۃ شریف)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مامن احد من اصحابي يموت بارض الا بعث قائد او نوراً لهم يوم القيامة۔

ترجمہ: میرا کوئی بھی صحابی جس علاقے میں بھی فوت ہوگا وہ قیامت کے دن اس علاقے کے تمام جنتیوں کا قائد ہوگا۔ اور ان سب کے لئے نور ہوگا۔ (ترمذی شریف، مشکوۃ شریف)

اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے **الواجب حسن ظن باصحاب رسول صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم واعتقاد برء تهم عن مخالفة الحق فانهم اسوة اهل الدين و مدار معرفة الحق واليقين** (الحاشیہ شرح عقائد)

یعنی ہر ایمان والے پر لازم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کے متعلق اچھا عقیدہ رکھے انہیں حق کی مخالفت سے بالکل پاک اور مبرا سمجھے کیونکہ وہ دین اسلام کے قیامت تک ماننے والوں کے لئے ایک نمونہ ہیں اور حق و یقین کی معرفت کا دارومدار ان ہی ذات قدسیہ پر ہے اللہ کریم جل شانہ ہمیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی خوب محبت عطا فرمائے۔

محبتوں اور جرائتوں کا قافلہ رواں دواں

''آزاد کشمیر صوبائی وڈویژنل کابینہ کنونشن''

''شیران اسلام پاکستان'' اپنے قیام کے پہلے دن سے ہی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے میدان عمل میں کارفرما ہے۔اس سلسلہ میں ہر محاذ بشمول فتنہ قادیانیت کا ارتداد، انسداد اور تبلیغ اسلام کے لیے پاکستان بشمول آزاد کشمیر میں اپنا ایمانی اور ایقانی فریضہ بخوبی سرانجام دے رہی ہے۔''شیران اسلام پاکستان'' کی مرکزی قیادت نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں جاری کاوشوں کو فزوں تر بنانے کے لیے جہاں ملک بھر میں تنظیمی دائرہ کار کو تنظیم سازی کے ذریعہ باہم مربوط بنایا وہیں ان سرگرمیوں کو ریاست آزاد کشمیر میں باقاعدہ حکمت عملی سے کامیاب بنایا۔آزاد کشمیر 3 ڈویژنز اور 10 اضلاع پر مشتمل پنجاب اور خیبر پختونخواہ سے ملحق ایک خوبصورت خطہ ارضی ہے جو ہر دو آفات لینڈ سلائڈنگ یا برف باری اور ہندوستان کی طرف سے گولہ باری کا شکار رہتا ہے۔اس پر مستزاد یہ کہ یہاں قادیانی سرگرمیاں بھی پوری طرح جاری ہیں اگرچہ ریاست وحکومت آزاد کشمیر نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بہترین قانون سازی کی ہے بلکہ حالیہ نکاح نامہ میں شامل عقیدہ ختم نبوت کی شق اہلیان آزاد کشمیر کی عقیدہ ختم نبوت سے وابستگی اور ان کی اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق کی مظہر ہے۔

''شیران اسلام پاکستان'' نے تین سال قبل پروفیسر صاحبزادہ محمد حسیب احمد نظیری دامت برکاتہ کی سرپرستی میں باقاعدہ آزاد کشمیر کا ونگ قائم کیا تھا۔پروفیسر صاحبزادہ محمد حسیب احمد نظیری دامت برکاتہ نے بہت جلد صاحبزادہ آصف مصطفی مجیدی (ناظم آزاد کشمیر) کے ساتھ ملکر صوبائی سطح پر تنظیم سازی مکمل کی۔بعدازاں دوسال کی قلیل مدت میں آزاد کشمیر کی 3 ڈویژنز اور 10 اضلاع میں بھی تنظیم سازی مکمل کی۔مرکزی قیادت کی ہدایات پر 16 جنوری 2022ء کو دی کیفے ریسٹورنٹ مظفرآباد میں ایک روزہ ''آزاد کشمیر صوبائی وڈویژنل کابینہ کنونشن'' منعقد ہوا۔کنونشن میں 48 کے قریب صوبائی، ڈویژنل کابینہ اراکین اور ضلعی امراء وناظمین نے شرکت کی۔

ایک روزہ کنونشن سرپرست اعلی صاحبزادہ محمد عطاء الحق نقشبندی حسینی کی زیر صدارت تین نشستوں پر مشتمل صبح 10 بجے سے شام 5 بجے تک جاری رہا جبکہ مرکزی وصوبائی امراء وناظمین سمیت جید مہمانان گرامی بشمول چیئرمین علماء ومشائخ کونسل حکومت آزاد کشمیر علامہ امتیاز احمد صدیقی، پرنسپل کیڈٹ کالج مظفرآباد ڈاکٹر منظور احمد عباسی، علامہ حیدر علی (نائب امیر) چوہدری محمد اقبال، صدر آل پاکستان پرائیویٹ سکولز ایسوسی ایشن، معروف تاریخ دان قاری ریاض الرحمان ساغر اور علامہ شوکت صدیقی نے شرکاء سے اظہار خیال فرمایا۔اس دوران نماز ظہر، عصر ومغرب کی بروقت ادائیگی کو ملحوظ خاطر رکھا گیا۔شرکائے کنونشن کے لیے تنظیمی معلوماتی لٹریچر مع دیدہ زیب فولڈر، فتنہ قادیانیت سے آگاہی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے لٹریچر بھی فراہم کیا گیا۔ملٹی میڈیا پریزینٹیشنز کے ذریعہ پلان آف ایکشن بھی ترتیب دیا گیا۔راس موقع پر روزنامہ کشمیر پوائنٹ نے خصوصی رنگین دیدہ زیب ایڈیشن بھی شائع کیا جو شرکاء کو بھی مہیا کیا گیا۔ ایک روزہ''

آزاد کشمیر صوبائی وڈویژنل کابینہ کنونشن'' میں خطابات کی مختصر کارروائی حسب ذیل ہے:

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ قیام پاکستان کے مقاصد میں سے ایک ہے اس کا حصول بھی لازمی ہے۔حکومت آزاد کشمیر نے اب تک عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔مگر پاکستان کی نظریاتی سرحدیں غیر محفوظ ہیں۔مسلم ملک ہونے کے باوجود پاکستان بشمول آزاد کشمیر میں اب تک ختم نبوت پر پہرہ دینے کی ضرورت کیوں ہے۔ان خیالات کا اظہار صاحبزادہ محمد عطاء الحق نقشبندی حسینی سرپرست اعلیٰ ''شیران اسلام پاکستان'' نے مظفرآباد میں منعقدہ ''آزاد کشمیر صوبائی وڈویژنل کابینہ کنونشن'' سے کیا۔آزاد کشمیر صوبائی وڈویژنل کابینہ کنونشن میں ''شیران اسلام پاکستان'' کی مرکزی قیادت،حکومت آزاد کشمیر کی اعلیٰ قیادت،تمام ڈویژنز اور اضلاع کے کابینہ اراکین سمیت اعلیٰ سرکاری زعماء،جملہ شعبہ ہائے جات سے نمائندہ احباب نے شرکت کی۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے چیئرمین علماء ومشائخ کونسل حکومت آزاد کشمیر علامہ امتیاز احمد صدیقی نے کہا کہ قادیانی اسلامی ریاست کے ازلی دشمن ہیں۔عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ وقت کی ضرورت ہے اس کے لیے کوئی سستی نہیں کی جائے گی۔حکومت آزاد کشمیر پہلے ہی ہر طرح کی آئین سازی کر چکی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے حکومت آزاد کشمیر ''شیران اسلام پاکستان'' سے بھرپور تعاون کرے گی اور علماء ومشائخ کو کشمیر بھر میں متحرک کرے گی۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے پرنسپل کیڈٹ کالج مظفرآباد ڈاکٹر منظور احمد عباسی نے کہا کہ نوجوان احیائے دین متین اور عصر حاضر کے چیلنجز سے عہدہ براہونے کے لیے اپنے آپ کو ہر طرح کی مہارت سے لیس کریں۔وقت قلیل اور مقابلہ سخت ہے۔انہوں نے ''شیران اسلام پاکستان'' کی خدمات کو سراہتے ہوئے اپنے ہر طرح کے تعاون کا اظہار کیا۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مرکزی امیر ''شیران اسلام پاکستان'' حافظ محمد اظہر نعیم نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت امت کا اجماعی عقیدہ ہے۔امت مسلمہ نے اس پر کبھی کمپرومائز نہیں کیا۔زمانہ نبوت سے اس عقیدہ کا امت مسلمہ نے دفاع کیا ہے،عالم مغرب نے قادیانی فتنہ کا بیج ڈالا اور اپنے مذموم مقاصد کے لئے اسے استعمال کیا اور وہ اس فتنہ کی پشت پناہی اب تک کر رہے ہیں۔انہوں نے حکومت آزاد کشمیر سے عقیدہ ختم نبوت کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنانے کا مطالبہ کیا تا کہ نوجوان نسل عقیدہ ختم نبوت سے روشناس ہو سکے۔انہوں نے مزید کہا کہ'' شیران اسلام پاکستان''عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے آخری دم تک جہاد کریں گے۔ان شاءاللہ۔

علامہ حیدر علوی نائب امیر ''شیران اسلام پاکستان'' نے آزاد کشمیر صوبائی وڈویژنل کابینہ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہے جو تمام مسلمانوں کے لئے بھی بخشش کا باعث ہے اس عقیدے کے تحفظ کیلئے خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بارہ سو جید صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔بانی تحریک حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی رحمتہ اللہ علیہ نے ساری زندگی فتنہ قادیانیت کے سرکوبی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے گزاری۔

پروفیسر عرفان محمود برق چیئرمین شعبہ ختم نبوت ''شیران اسلام پاکستان'' نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ارتداد

کی شرعی سزا نافذ کی جائے قادیانی جماعت کو مکمل طور پر بین کیا جائے۔ محض کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹانے کا مطالبہ ناکافی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اتحاد امت کا ذریعہ بھی ہمیں اپنے آنے والی نسلوں کو اس فتنہ کے خلاف جدوجہد کے لیے تیار کرنا ہے۔

آزاد کشمیر صوبائی وڈویژنل کابینہ کنونشن میں پروفیسر صاحبزادہ محمد حسیب احمد نظیری، امیر آزاد کشمیر نے استقبالیہ دیا اور برف باری اور نامساعد حالات میں شرکاء کی شرکت پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ جبکہ صاحبزادہ آصف مصطفیٰ مجیدی ناظم آزاد کشمیر نے نقابت کے فرائض سر انجام دیئے اور آخر میں شرکائے کنونشن کا شکریہ ادا کیا۔ کنونشن کے موقع شرکاء نے عہد کیا کہ ہم ہر حال میں عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کریں گے، سرکارِ دوعالم فخر موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کے لیے ہر قربانی دیں گے اور زندگی کے آخری سانس تک آنحضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باغیوں کا تعاقب جاری رکھیں گے۔

شیران اسلام پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ ایک روزہ آزاد کشمیر صوبائی وڈویژنل کابینہ کنونشن سے چوہدری محمد اقبال، صدر آل پاکستان پرائیویٹ سکولز ایسوسی ایشن، معروف تاریخ دان قاری ریاض الرحمان ساغر، علامہ شوکت صدیقی، علماء، صحافی، وکلاء اور جملہ شعبہ ہائے جات سے نمائندگان نے شرکت کی۔ کنونشن کے آخر میں مہمانان گرامی نے شرکاء میں سرٹیفکیٹ بھی تقسیم کیے۔

پیغام اولیاء کانفرنس برموقع سالانہ عرس سائیں سہیلی سرکار رحمتہ اللہ علیہ

ہر سال کی طرح امسال بھی محکمہ اوقاف آزاد کشمیر کی خصوصی دعوت پر "شیران اسلام پاکستان" آزاد کشمیر نے معروف روحانی بزرگ سائیں سہیلی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ عرس پر پیغام اولیاء کانفرنس کا انعقاد کیا اس موقع پر "شیران اسلام پاکستان" کی مرکزی وصوبائی قیادت نے کانفرنس سے ماقبل احاطہ مزار میں جاری ڈھول کی تھاپ پر دھمال اور دیگر خرافات کے خلاف موجود لوگوں کو دین کی حقیقی فکر سے روشناس فرمایا جس کا فوری اثر جملہ خرافات کا بند ہو جانا تھا۔ علامہ حیدر علوی نائب امیر، پروفیسر عرفان محمود برق چیئرمین شعبہ ختم نبوت، علامہ روحیل احمد عباسی خطیب جامع مسجد سائیں سہیلی سرکار، پروفیسر صاحبزادہ محمد حسیب احمد نظیری نے پیغام اولیاء کے سلسلہ میں بھرپور خطابات ارشاد فرمائے۔

نیک تمنّا......ایک نیک خاتون کے لیے

(سعید آسوی)

رانا محمد طارق (ہرناہ) سیالکوٹ سے منتخب ہونے والے ایم پی اے تھے۔ملک کی ایک نامور سیاسی شخصیت ہونے کے باوجود درویش صفت انسان تھے۔سیدی وسندی حضور مفکرِ اسلام قدس سرہٗ العزیز کے باوفا مرید اور دینی کاموں پر بے دریغ پیسا خرچ کرنے کے جذبے سے سرشار تھے۔مرشدِ ذی وقار کی تربیت کا اثر تھا کہ لاتعداد گھروں کا چولہا ان کے تعاون سے جلتا رہا اور اپنی اچانک حادثاتی موت تک اپنے اس عمدہ عمل کو چھپا کر بھی رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں جن عمدہ نعمتوں سے نواز رکھا تھا،ان میں ایک بڑی نعمت باوفا خدمت شعار بیوی بھی تھی، جو حال ہی میں ماہِ جنوری میں دنیا سے پردہ کر گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔مرحومہ ایک سادگی پسند، پردہ دار اور خوش اَخلاق خاتون تھیں،جنہیں اپنے شوہرِ نامدار کی طرح پیرخانے سے مثالی محبت تھی۔چنانچہ دورانِ علالت اپنی نمازِ جنازہ جانشینِ حضور مفکرِ اسلام صاحبزادہ محمد عطاء الحق نقشبندی مدظلہٗ سے پڑھانے کی وصیت کی تھی۔انتقالِ پُر ملال کی خبر پا کر صاحبزادہٗ والا شان جو طویل سفر پر تھے،تشریف لائے اور نمازِ جنازہ پڑھائی۔مرحومہ نے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑا۔اللہ پاک سے دلی دعا ہے کہ وہ اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے طفیل ہماری اس بہن کو وفا اور صبر کی بہترین جزا اور بہشتِ بریں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

﴿ اظہارِ تعزیت ﴾

ماہِ جمادی الثانی (جنوری) میں ہمارے متعدد عالی قدر احباب کو اپنے پیاروں کی جدائی کا غم سہنا پڑا۔مثلاً

۱۔محترم علامہ غلام یٰسین صاحب (ناظم شیرانِ اسلام ڈسٹرکٹ بہاولنگر) کی والدہ محترمہ اپنے خالقِ حقیقی سے جاملیں۔

۲۔محترم محمد حسنین (سیکریٹری نشر و اشاعت شیرانِ اسلام ڈسٹرکٹ لودھراں) کے نانا جان کا انتقال ہوگیا۔

۳۔محترم محمد بلال مراد قادری (نائب امیر شیرانِ اسلام جنوبی پنجاب) کے والدِ گرامی کی رحلت بھی پُر ملال تھی۔

۴۔محترم حافظ محمد ندیم آسوی (ناظمِ مالیات شیرانِ اسلام سٹی شکرگڑھ) کی دادی جان انتقال کر گئیں۔

۵۔محترم محمد شبیر صاحب (موضع مورلی،شکرگڑھ) کو بھی اپنے والدِ محترم کی جدائی کا صدمہ سہنا پڑا۔

۶۔محترم حاجی شوکت علی صاحب (لاثانی کمپوزنگ اینڈ بک سنٹر شکرگڑھ) جو ماہنامہ الحقیقہ کے مدیرِ منتظم ہیں، کی پھوپھی جان (ساکنہ شورکوٹ) کی رحلت بھی اسی ماہِ جمادی الثانی (جنوری) میں ہوئی۔

ہم ان تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعاگو ہیں اور پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔

(جملہ اراکینِ ادارہ الحقیقہ)

Monthly Mujalah

AL-HAQIQA

Reg No: C.P.L.208

April 2022